



1729

سوا نوح علیہ السلام

از

انتظام الله

97102

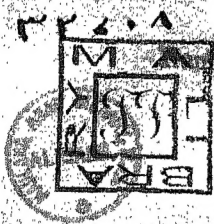
02-10-1002

M.A.LIBRARY, A.M.U.



U32708





مقدمہ

1963 333 4

شہزادی زیب النساء مرحومہ کی چند سوانح نمایاں نظر سے گزریں ان میں سے مختصر سالہ علامہ شبلی نعمانی مرحوم کا تو محققانہ ہے باقی ہر ایک خرافات کا مجموعہ ہے پہلے پہل منشی محمد الدین - خلیق نے حیات زیب النساء " مرتب کی جس میں فرضی باتوں کو اہمیت دیکر وحیات کیا لکھی بلکہ عصمت آب خاتون اور عاقل خاں کا افسانہ لکھا جبکہ ایک ایک حرف ناپسندیدہ واقعات کے خلاف ہے اسکی جگہ "نقل و حرکت" ہے دوسری سوانح عمریاں محض ہیں بے سرمایہ ناول نویس اور افسانہ گوئے آرٹے جعفر و عباسہ کے فرضی قصہ کی طرح اس پر بھی میسوں ناول لکھ ڈالے۔

"حیات زیب النساء" میں لکھا ہے ۱۶۶۲ء کے آغاز میں بادشاہ ہمایوں اطبا کے مشورہ سے بمرض تبدیل آب دہوا لاہور گیا وہاں وزیر کا لڑکا عاقل خاں صوبہ دار تھا شہزادی کی شاعری کی شہرت سے غائبانہ عاشق ہو گیا۔ محل کے ارد گرد پھر گانے لگا۔ ایک دن لب بام دہانی لباس میں شہزادی نظر پڑی عاقل خاں نے کہا ہے

نہر پوشے بہ لب بام نظر می آید - شہزادی تے جواب دیا ہے

نہ زادی نہ بزور و نہ بزوری آید

آخرش تعلقات ہو گئے پادشاہ کو خبر لگی اس نے ان دونوں کی شادی کرنا چاہی مگر ڈھنوں نے عاقل خاں کو ڈرایا کہ اس بہانہ سے تم کو قید کیا جائیگا۔ وہ ڈر گیا اور انکار کر دیا۔ یہ خبر شہزادی کو پہونچی تو عاقل خاں کو بہت برا بھلا کہلا بھیجا جس پر اس نے جواب دیا ۵

چراکارے کند عاقل کہ باز آید پیشانی

پنہا ہی ملاقات کی ٹھہری۔ ایک دن محل میں پہونچ گیا۔ پادشاہ کو خبر لگی وہ بھی پہونچے شہزادی نے عاقل خاں کو حاکم کی دیگ میں چھپا دیا۔ پادشاہ ٹارگے حکم دیا کہ دیگ کے نیچے آگ جلا دو۔ عاقل خاں جکڑ جاک ہو گیا۔

عہد عالمگیری کے کسی مورخ نے حتیٰ کہ متعصب خانی خاں جو اورنگ زیب کا مخالف ہے اور ہندو موزین بھیجیم سین، ایشر داس، جو ہضیہ طور پر اس زمانہ کے حالات لکھ رہے تھے اس فنو واقعہ کا ذکر اشارہ تک نہیں کرتے۔ برنیر، فرانسیسی سیاح، جو من گڑھت فنانہ لکھنے کا عادی ہے اس کے سفر نامہ میں اس قصہ کا اشارہ تک نہیں۔ البتہ اس دو حیات نے

نگدل مغربی موزین کے لئے گندہ اور پے سر و پاسر یا یہ تہیا کر دیا جس کی پہلی کڑی منسولیت چمک، کی تصنیف ہے جس میں دیوان زیب النساء کے دیباچہ میں ہی حال اور بڑا بڑا چمک لکھا گیا عاقل خاں کس وزیر کا لڑکا تھا کوئی تاریخ اس کا پتہ نہیں دیتی۔ نہ وہ لاہور کا کہی گورنر رہا حتیٰ کہ آکھیا لاہور گیا وہاں کی شاہی عمارت دیکھنا چاہی۔ باب حکومت سے مہابت خاں نے اسے لاہور گورنر لاہور کو اطلاع دی گئی اس نے جواب میں یہ لکھ بھیجا۔

در بعض وجوہ سے میں اسکو آنے کی اجازت نہیں دوں گا۔ اول یہ کہ حیدر آبادی ہوتے
کی وجہ سے عمارت شاہی دیکھنے کے قابل نہیں ہے دوسرے عمارت کے دروازے احاطہ
بند کر دیے گئے ہیں اسلئے عمارت میں فرش فرش نہیں ہے اور نہ وہ اتنا بڑا آدمی ہے کہ اسکے
دیکھنے کے لئے عمارت کو سجایا جائے۔

عالمگیر نامہ - مائثر عالمگیری - مائثر الامرا - تذکرہ سرخوش - خزائنہ عمارہ - سرو آزاد - یحیٰ
میں عاقل خاں کے حالات تحریر ہیں۔ کہیں واقعہ مذکور کے متعلق ایک حرف نہیں ہے۔
”رجا و ناتمہ سرکار نے لکھا ہے کہ زیب النساء پر عاقل خاں سے ناجائز تعلق کا الزام
لگایا جاتا ہے بالکل غلط ہے عاقل خاں کے نام سے جو خطوط زیب النساء کے پاس جاتے
تھے وہ ملا محمد عاقل بیچتا تھا ملا موصوف شاہ زادہ اکبر کے مددگاروں میں تھا اور اس ڈور سے

لے عاقل خاں حیدر آبادی خوافی الاصل ہے۔ نام میر عسکری تھا عہد شاہجہانی میں شاہزادہ اورنگزیب
کے بخشی رہا عہد عالمگیری میں عاقل خاں کا خطاب پایادو اکبر فوجدار ہوا سیاسی الجہوں میں سات سال حدود
عتابہ باہر تین سال بخشی کی آسامی پر فہرہ ہوا عاقل خاں کی شخصیت ناظم ہجرت سال ۱۱۰۹ھ انتقال کر گیا۔
شاعر تقارصی تخلص کرتا تھا دیوان و فتویٰ یادگار سے ہے۔ مائثر الامرا جلد دوم صفحہ ۸۲ تا ۸۲۸
عاقل خاں مور عتاب جو رہا وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ عالمگیر نے اپنی بیوی کے باپ شاہ نواز خاں
صوبہ دار برہان پور کو سیاسی پیچیدگیوں کی بنا پر قید کیا پھر مرام خسروانہ کے ٹکڑے کے کادل صاف نہ ہوا
داماد کے مقابلہ میں دارالشکوہ کا ساتھ دیا اور اس میں ہی مارا گیا۔

کہ اُس کے خط کہیں پکڑے نہ جائیں لہذا نہ صرف عاقل کلمہ دیتا تھا اس سے لوگوں کو شبہ ہوا کہ یہ عاقل دہی عاقل خاں ہے جسے عہد شاہجہانی میں اورنگ زیب کی ملازمت کی تھی۔^۱
 نتیجہ مغلیہ کا ہر ورق اس بات کا گواہ ہے کہ شاہشاہ اورنگ زیب سمجھتی سے احکام شرع کا پابند تھا۔ مجرم کو سزا دیتا بے گناہ کو چھوڑ دیتا یہی سخت گیری ہے مہضف مزاج اسی کو مدلل کہیں گے ان حالات میں کہ قندلقب انگیز ہے کہ پاک و امن زیب النسا سے اتنی زبردست دشمنی لغزش ہو جو بے عصمتی کے حد کو پہنچ جائے اور ہر طرف یہ ہے کہ سخت گیر باپ کے شرعی شکنجہ سے بھی بچی رہے حالانکہ مہین پور خلاف نے صرف اتنا ہی کیا تھا کہ جشن نوروز ایران کے طریق پر منایا تھا، لیکن وہ طریق ہی طریق سنت کے خلاف تھا اس لئے خبر باتے ہی شاہشاہ نے فوراً اُس کو تنبیہ کی جو باپ استقدر محتاط ہوا و جبکہ تمام عمر زندگی شرع شریف کا نمونہ ہو وہ اپنی لڑکی کی عفو تقصیر کر سکتا تھا جس کا چال چلن اسلامی اور شاہی رفعت سے گر کر حسن فروشان بازاری کے سطح پر پہنچ جائے۔“

غرض کہ سلطان سوانح نگاروں نے عاقل خاں سے مرحومہ کا تعلق قائم کر کے گویا اسلامی ہمدردی کا ثبوت دیا اور اس طرح سے اپنے زعم باطل میں اسکی عصمت و عفت کی محافطت کی۔ ہندو افسانہ نگار ان سے بھی آگے بڑھے اور عاقل خاں کو سیوا جی یا سیوا جی کو عاقل خاں بنا کر اس پاک دامن کی نظر محبت سیوا جی کی طرف جھکا دی کہ بقول انکے جب سیوا جی دہلی میں نظر بند تھا تو شہزادی نے بانی^۲ ملکہ نامہ عاقل اپنے عہد کا فاضل اجل اور ذی اثر تھا مالگیر کے خلاف فتویٰ دیا تھا جہیز و بھگت سیوا جی کی سیوا جی سے علی خط و کتابت بھی ملتا ہے (اسٹیڈیز ان منل انڈیا)

کی تدبیر کی تھی۔

پروفیسر سرکار لکھتے ہیں یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ منصوبہ جسکی تصانیف پر عالم متبحر بھی
وجد کرتے ہیں ایسے اُن پڑھ اور منل میار کے مطابق غیر مذبذب لیٹروں کے سردار کو
اپنا محبوب بنائے۔

”بقول پروفیسر ایشوری پرشاد کوئی مسلمان مورخ اس کا ذکر تک نہیں کرتا اور نہ سپواہی کی کسی مڑی
سوں رخ مری میں اس کا ذکر ہے۔“

شہزادی پر یہ طوفان تو تھے ہی۔ اسکی شاعری اور دہال جان بن گئی۔ غیر معروف شعرا کا
عاشقانہ کلام اسکے سر منڈ ہا جانے لگا۔

۱۹۲۹ء

دفتر شہزادہم ولیکن رونق سے آلودہ ام
زیب زینت لب مہم نام من زیب النساء است
لے حیات زیب النساء میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ ایک ایرانی شہزادہ نے جو شاعر تھا یکم کا خواستگار ہو کر اظہار عا کیا۔

۵ تراے بہ جہیں بے پردہ دیدن آرزو دارم
شہزادی کے کانوں تک یہ شعر پہنچا وہ مطلب تاڑ گئی دوسرے روز جواب کہلا بھیجا ۵
جالت ہائے حنن دار رسیدن آرزو دارم

بلبل او گل بگز در گردن میند مرا
بت پرستی کے کند گر برین میند مرا

دینچن پنہان شدم از بند بوز برگ گل
ہر کہ دیدن میل دار در سخن میند مرا

اس افترا پر دانی کا کیا کہنا یہ شعر تذکرہ مرغوش میں حکیم صادق سے منسوب ہیں جو بعد شہزادہ جہانی کا شاعر تھا
تذکرہ تذکرہ میں لکھا ہے کہ حکیم صادق اذام رائے بادشاہی مقبرہ بود دیوان ضمیمہ ترتیب دادہ و اشارش بطرز قدتا

(بقیہ نوٹ صفحہ ۶ پر)

ایک ایرانی شاعر جو ملاحفی رشتی کے نام سے مشہور ہے اس کا ”دیوان“ زیب النسا کے مرتقو یا
 گیا اور افسانہ ساز طبائع کے لئے یہی مصالحہ تھا، مآثر عالمگیری، مرات العالم، مرات جہاں نما،
 تذکرہ مرات الخیال، کلمات الشعراء میں کہیں ”محفی“ تخلص زیب النسا کا ثابت نہیں۔ صرف
 صاحب صبح گلشن اور ریاض الافکار وغیر ذمہ دار سوانح نگار (موجودہ) اور ان کے ہجیال
 ڈاکٹر اسپرنگر اور ڈاکٹر ریو بلا تحقیق و مطالعہ ”دیوان محفی“ کی داو زیب النسا ہی کو دیکر ہیں۔
 تذکرہ مجمع الفرائد میں لکھا ہے کہ زیب النسا کی بیاض خاص جو تمام عمر کی فکر تھی
 ایک عرض میں ارادت فہم خاص سے گر گئی اس جہم کی معافی میں ملا سید اشرف نے میں
 اشعار کا قطعہ لکھ کر پیش کیا جس کے چند اشعار یہ ہیں۔
 آں بیاض خاصہ شاہی کہ دارالخلاف آں جائے افتاں نقطہ کائے انتخاب افتادہ است
 دوست از دوست ارادت فہم خاتم درہن چون بیاض سینہ ماہی در آب افتادہ است
 تذکرہ الخواتین میں زیب النسا کے حال میں لکھا ہے۔

دقیقہ نوٹ صفحہ ۵) گوئید روزے پیش ملائیں ایں مطلع وحش مطلع خود را بر خواندہ
 بلبل از گل بگذر و گر دین بیند مرا بت پرستی کے کدو گر بہمن بیند مرا
 (شیدا) گفت طاہر ایں شعرا صاحب در عالم آخر دوی فرمودہ باشد حکم در غضب شد شیدا فرمودہ کہ در
 حوض غوطہ ہا دلونہ حسن مطلع ہم بنیت ہ
 در سخن پنہاں شدیم مانند دوز برگ گل ہر کہ دیدن میل دارد در سخن بیند مرا
 لہ مشککہ آزر صفحہ ۱۱

واپنچہ مشہور است کہ مخفی تخلص دست مخض غلط است و گفته اند مخفی تخلص شاعر بود نو کز نیم
 حمد و مدح و دیوان مخفی کہ بنام ولے شہرت دارد از مخفی شاعر است و اما از مخفی رشتی کہ مصاحب
 امام قلی خاں (متوفی ۱۲۳۸ھ) حاکم فارس بود۔
 ملا مخفی رشتی لاهیجانی امام قلی کے مرنے کے بعد عہد شاہجہانی میں ہندوستان آیا جس کا اشارہ
 اپنے دیوان میں کرتا ہے ۵

بوعلی روزگارم از خراساں آئندہ از پے اغراض بردگارہ سلطان آئندہ
 ثانی صاجقران بادشہ السن و جاں — ہنکہ فلک سر نہد بر خطہ فرمان آئندہ
 تو از ملک خراسانی با صطح از وطن لاری — بخواب شب اگر در دو نیم ہندوستان بینی
 ہندوستان کے قیام میں اس کے کچھ دشمن ہو گئے جنکی ریشہ دوانی سے قید جھگٹنی ٹپری چنانچہ لکھتا ہے
 نیست امید رہائی تا بروز نیست خیر — خاک غربت ہر کہ را در ہندوانہ گیر شد
 بہتمت کردہ در زندان مراد دشمن بجا اللہ — بزور مہر بستم کلید قفل زندانش ۵
 قید سے چھٹ کر بنگالہ جاتا ہے وہاں سے حج کو چلا گیا ۵

جسکو کہ دم بسی مخفی چو در گراں ہند نشہ اسودگی جائے بجز بنگالہ نیست
 اگر در گلشن عشرت ندایم راہ ای مخفی — بجا اللہ کہ بارے گوشتہ بیت الحرم دارم
 ملا مخفی رشتی لاهیجانی کے حالات سید کلام مجمع النفاس تذکرہ نقی اوحدی صبح گلشن ریاض الشراۃ تذکرہ آئندہ
 وغیرہ میں کلام دہی جو دیوان مخفی میں ہے۔ دیوان میں ایک شعر زیبا لہذا کا الحاق بھی ہے۔
 ملا دیوان مخفی مطبوعہ نوکتور صفحہ ۲۰۱ ۵۳۸-۱۷۲ صفحہ ۱۸۰ ۵۱۵ ۲۰۱ و ۱۰۳ نوکتور ۵ صراف نمبرہ جلا
 ۵۴ ۲۸ صفحہ

”دیوان مخفی“ کے مندرجہ بالا اشارہ پڑھ کر کون کہہ سکتا ہے یہ دیوان زیب المنار کا ہے
اور زیب المنار ہی مخفی تخلص کرتی تھی“

یہ مختصر رسالہ زیب المنار کی اصلی اور حقیقی زندگی کا مرقع ہے اس لئے قصہ خواں
طبقہ کے لئے شاید یہ دلچسپی کا پہلو لئے ہوئے نہ ہو لیکن ساتھ ہی مجھے قوی امید ہے کہ میری
یہ کوشش اس افترا پر دازی اور بہتان کا ایک حد تک قلع قمع کر دیگی جس نے مصدومہ شاہزادی
کی علیت فیضیت - ذکاوت - ذہانت - عصمت اور عفت کو خاک میں ملا دیا تھا۔

جناب محترم محمد انعام اللہ خاں صاحب مدیر دائرہ معارف قرانیہ آگرہ و برادر گرامی
جناب مولانا مولوی ابرار حسین صاحب ایم۔ اے لکچرار دینیات سلم یونیورسٹی دکن می شاہزادہ
محمد اختر عرف محبت شاہ نمبرہ شاہزادہ محمد میراں شاہ دارالاجت و لیحد و مولوی امام الدین
صاحب آلہی کا معترف ہوں کہ اس کتاب کی ترتیب میں اپنے مفید مشوروں سے مجھے
مدد ملی۔

دائرہ معارف قرانیہ آگرہ { انتظام اللہ شاہی

(۴۴ ربیع الآخر ۱۳۴۹ھ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شہزادی زیب النساء بیگم



نام | زینبہ نام، لقب زیب النساء بیگم، ماں کا نام دل رس بانو بیگم تھا۔
 حالات نہالی | دل رس بانو بیگم میرزا بدیع الزماں صفوی کی صاحبزادی تھیں۔
 میرزا بدیع الزماں عہد جاگیر کی ممتاز امرا میں سے تھے،
 شاہ نواز خاں خطاب تھا مرزا رستم قندھاری کے خلف الرشید تھے۔

”دورِ صوبہ ٹھٹھم و بہار سجدات بادشاہی میگزرا بند..... و بنا بر
 علونب و والاد و دانی خاں مشارالہ بیت و سیوم ذالحمہ سال دہم
 جشن ازدواج شاہزادہ محمد اورنگ زیب بہادر با صبیہ کریمہ او منعقد،
 گردید۔ اعلیٰ حضرت پایان شب جن سفینہ سوار بجانہ اش تشریف

فرمود بحضور اقدس چار لک روپیہ کا بینت دریافت
طالب کلیم نے مادہ تاریخ یہ کہا ہے۔

”دو گویک عقد دوراں کشیدہ“

عالمگیر کے زمانہ میں شاہ نواز خاں برہان پور کے صوبہ تھے دا داد سے سیاسی
پہچیدگیوں کی بنا پر ناراض تھے۔ سلطان داراشکوہ کی ہیت میں مارے گئے۔

پیدائش | دل رس بانو بیگم کی شادی کے دوسرے سال ۱۰۴۸ھ (۱۰ اشوال) میں
بوقت صبح زیب النساء پیدا ہوئی۔ زمیندہ نام رکھا گیا۔ اعلیٰ گھرانے

کی شریف زادیاں خدمت پر مامور ہوئیں مگر ان سب میں میاں بانی ممتاز تھیں، جو
صوم و صلوٰۃ کی بڑی پابند تھیں۔ دودھ پلانے پر مقرر ہوئیں۔ عالمگیر پہلی اولاد ہونے
کی وجہ سے شہزادی کو بہت عزیز رکھتے تھے اپنی بہن روشن آرا بیگم کی نگرانی میں
دیا۔ زیادہ بچپن کا زمانہ دادا کی آنکھوں میں گزرا۔

تعلیم و تربیت | جب شہزادی کی عمر چار سال کی ہوئی تو رسم بسم اللہ پڑے
تڑک و احتشام سے منائی گئی۔ حلقہ مریم جو بڑی قابل اور

۱۵ اثر الامرا صفحہ ۶۷ جلد دوم

۱۵ ناب روشن آرا بیگم بنت محمد شاہ جہاں بڑی صاحب خیر تھیں روز پنجشنبہ جمادی الاول ۱۰۸۸ھ
میں انتقال کیا۔

تعلیم یافتہ بی بی تھیں جن کا لڑکا امراء عالمگیری سے تھان کی سپردگی میں دی گئیں
حافظہ مریم نے قرآن مجید آٹھ برس کی عمر میں حفظ کرایا۔ جس کے صلہ میں اورنگ زیب
نے تیس ہزار اشرفی انعام دی۔
زیب النسا کو کم سن ہی میں قرآن مجید کے صاف اور پاک مطالب نے اس کے
روحانی زیور کو جھلکا کر دیا تھا۔

قرآن مجید اس خوش الحانی سے پڑھتی تھی کہ سُننے والے وجد کرتے تھے اُس کے
پڑھنے سے دلوں کے بند دروازے کھل جاتے تھے اور لوگ خود بخود رویا کرتے
تھے۔ بادشاہ نے اس موقع پر ایک جشن نہایت دھوم دھام سے کیا جس میں تمام
علماء و صلحائے زمانہ مدعو کئے گئے اور شاہانہ سخاوت سے فیضیاب ہوئے۔
ختم قرآن مجید کے بعد شہزادی کو ملا جیوں کی شاگردی کا شرف حاصل ہوا۔ ۲۱
برس کی عمر کو پہنچی تھی ملا سعید اشرف مائتدراہی ان کی تعلیم پر مقرر ہوئے۔ نظم و نثر

لے عنایت اللہ خاں پدرش میرزا شکر اللہ نام داشت مادرش حافظہ مریم (کہ عقیقہ صالحہ بود)
در عہد خلد مکان یہ تعلیم زیب النسا بیگم صبیہ پادشاہ خواہر حقیقی محمد اعظم شاہ مامور شد۔
بیگم پیش او بخط کلام الہی و کتب آداب پرداختہ (مائتدراہی ج ۲ - صفحہ ۸۲)
سلامتہ میں قلم ستارہ لکھتے تھے ہوا تو زیب النسا نے اسکی تاریخ یہ کہی۔
از ہجرہ ہمیشہ شقی القمر حیاں شد اعجاز خسرو میں شقی ستارہ آمد

میں ان سے ہی اصلاح لیتی تھی۔ تاریخ گوئی میں بھی جو کمال تھا وہ بھی ملا کا ہی فیض تھا۔

۱۱ مقالات مشبلی (مضمون بعنوان زیب النساء) ملا محمد سید اشرف مار۔ نذرانی۔ ملا محمد تقی مجلسی
 نواسے تھے شاہ جہاں کے آغازِ جلوس میں وارد ہند ہوئے اور زیب النساء بیگم کی تعلیم پر مقرر ہوئے۔ فارغ
 ہو کر سنیہ میں ایران واپس گئے پھر دوبارہ عہدِ حکومتِ عالمگیری میں لوٹ کر ہندوستان آئے۔ اسی وقت
 شہزادہ عظیم الشان عظیم آباد پٹنہ میں صوبہ دار تھا۔ اس کی ہم کلامی میں عظیم آباد گئے شہزادہ ملا صاحب کی
 طبیعت عظیم کرتا تھا۔ اور کبر سنی کے باعث ان کو بیٹھنے کی دربار میں اجازت دیدی تھی۔ آخر عمر میں حج بیتا لند
 کا شوق ہوا۔ چاہا کہ بنگال کے بندر سے جہاز پر بیٹھ کر حجاز روانہ ہوں ابھی نوگیر (بہار) پہنچے تھے کہ عمر
 طبعی کا جہاز موت کے ساحل پر آگیا۔

مولانا غلام علی آزاد دہلوی لکھتے ہیں :-
 دیوان ملا محمد سید اشرف بمطالعہ درآمد۔ انواع شعر قصیدہ و غزل وثنوی و قطعہ وغیرہ وارد و دہمہ جا
 حرف بقدرت می زند۔ (سرور آزاد)

ملا اشرف صائب تبریزی کے ارشد تلامذہ سے تھے۔ پرگو شاعر تھے سو سو شعر کا قصیدہ کہہ ڈالتے تھے۔
 صاحب دیوان ہیں تلمیذ افکار سے چند شعر یہ ہیں :-

گر یہ چوں در دل گرہ شد گرد اشرف آبرو — قطر در دیا چہ چند سے ماند گوہر می شود
 کے شود زیباے گل اشرف از بلبل یاد — حسن گفتار ترا مشاطہ گو تحسین مباحث
 قابلیت را نمایاں تر کند تر دامن — جامہ رنگیں چون گرہ دید رنگیں تر شود
 اتحاد ملا محمد سید اشرف نذرانی از سید محمد کاظم صاحب بی۔ لے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ (معارف جلد ۱۲ عدد ۶۲۳)

۱۶۴۷ء تک جب کہ شہزادی کی عمر ۳ سال کی ہوگئی تھی جملہ علوم کی تعلیم سے ملتا

نے بہرہ ور کیا۔

مرزا محمد جوان خلف حاجی قاسم خطاط سے زیب النساء بیگم نے مشق خط خوش نویسی نستعلیق و نسخ اور شکرستہ میں کمال حاصل کیا۔ تمام ہمعصر اس کے خط کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اور وہ اس وجہ سے نہیں کہ بادشاہ وقت کی بیٹی کا خطاب

بلکہ اس وجہ سے کہ وہ بجائے خود کمال فن کا قطعی نمونہ تھا۔

سوا خات | ”زیب النساء بیگم کو انتہا درجہ کا علمی مذاق تھا وہ اور بیگمات کی طرح آرام طلبی میں منہمک نہیں ہوئی بلکہ اپنی اوقات کا زیادہ حصہ علمی اشغال میں صرف کرتی تھی اور یہی چیزیں اس کے دل بہلاؤ کا ذریعہ بنی ہوئی تھیں۔“

سیاسی زندگی | ”سلاطین مغل کی پالکس میں اکثر بیگمات نے بھی بہت کچھ حصہ لیا ہے۔ جہانگیر کی سیاست میں نور جہاں نے روح رواں کا کام

دیا۔ شاہ جہاں کی ابتدائی سلطنت میں ممتاز محل کا بہت کچھ اثر تھا۔ ممتاز محل کے بعد اس کی فاضل بیٹی جان آرا بیگم نے امور سلطنت میں بہت کچھ دخل دیا اور زیادہ تر کام اُسی کی رائے سے ہوتے تھے۔ جب اورنگ زیب تخت نشین ہوا تو جدیدی بہن روشن آرا بیگم کا ستارہ چمکا انھوں نے خانہ جنگی میں عالمگیر کی طرف داری کی تھی قلعہ کی خفیہ خبریں اس کے ذریعہ ملا کرتی تھیں۔ اس وجہ سے عالمگیر دلی محبت رکھتا تھا بلکہ ممنون احسان بھی تھا تمام امور سلطنت کے انصرام میں بہن کا مشورہ ضروری تھا

مگر یہ عروج زیادہ عرصہ تک نہ رہا۔

”زیب النساء عالم شباب کو پہنچی۔ علم و فضل اور روشن دماغی کا سکہ تمام دلوں پر بیٹھ گیا“ بادشاہ کی آنکھوں کا تار اٹھی۔ زمانہ روشن آرا کی جگہ دیکھنا چاہتا تھا، ۱۶۶۲ء میں عالمگیر سخت بیمار ہوئے۔ ہمیشہ غشی طاری رہنے لگی۔ روشن آرا تیاراڑی کرتی تھی۔ کوئی تنفس عالمگیر کے پاس جا نہیں سکتا تھا صدر دروازہ پر قلمافینوں کا پرارہتا تھا۔

بادشاہ کی حالت سے کوئی آگاہ نہیں ہو سکتا تھا نواب روشن آرا بیگم اس فکر میں تھیں کہ بھائی ختم ہو تو بھتیجہ شاہ عالم (جو لٹن رانی سے تھا اور ب سے بڑا بھی تھا) کو تخت نشین نہ ہونے دوں بلکہ اس کے چھوٹے بھائی کو تخت ملے جس کی عمر صرف چھ سال تھی تاکہ اس کے جوان ہونے تک عثمان حکومت اپنے ہاتھ میں رہے۔ اس غرض سے شاہی ہر بھی عالمگیر کے ہاتھ سے نکال لی اور تمام فرامین اس زمانہ میں اعظم شاہ کے نام سے جاری ہونے لگے۔ تمام صوبہ داروں۔ راجاؤں اور عمالوں کو بھی اس مضمون کے خط اس نے بھیج دیے۔

مجلس میں ہر ایک سخت اضطراب میں تھا۔ کسی کو یہ بھی معلوم نہ تھا کہ بادشاہ زندہ ہے یا انتقال کر گیا آخر بادشاہ کی ہندو بیوی نے قلمافینوں کو بہت کچھ رشوت دے کر بادشاہ کا دیدار حاصل کیا۔ عالمگیر اس وقت بیہوش پڑا تھا۔ اور اسے مطلق نہ پہچان سکا۔ اسی عرصہ میں روشن آرا آگئی اور اس نے رانی کے نازک

پھر پر ایسا سخت طمانچہ رسید کیا کہ وہ تملکاتی ہوئی باہر چلی گئی۔ عالمگیر کے دل میں اس رانی کی حد درجہ محبت تھی۔ رانی نے شاہ عالم سے یہ واقعہ بیان کیا اور وہ اس کے حصول مدعا میں سد راہ ہونے کی کوشش کرنے لگا۔

اگرہ میں عام طور پر یہ چوچا تھا کہ عالمگیر اب بیچ نہیں سکتا اس کے بعد شاہجہاں (جو قلعہ میں قید تھا) پھر سلطنت حاصل کرے گا۔ لیکن عالمگیر کا خوف اس قدر تھا کہ اس کے زمانہ علالت میں بغاوت کے لئے ایک ذرہ بھی نہ مل سکا آخر خدا کر کے عالمگیر کو افاقہ ہوا اس نے اس خوشی میں دہلی میں ایک جشن دھوم دھام سے کیا۔ امرا اور رعایا سب ہی شریک تھے۔ روشن آرا سے کدورت پیدا ہو گئی اور قہر عثمانی نازل ہوا۔ رانی کو خلعت و انعام سے سرفراز کیا۔

نواب روشن آرا بیگم کا زوال زیب النساء بیگم کے عروج کا زینہ تھا رفتہ رفتہ امور سلطنت میں دخیل ہونے لگی۔ ادھر عالمگیر بھی اہم معاملات میں استصواب رائے کرنے لگا۔ اس کے علم و فضل فہم و دانش نے اس کی وقعت اور اثر کو دو بالا کر دیا تھا۔ منوچی اطالومی سیاح اپنے سفر نامہ ہند میں لکھتا ہے۔ کہ

”زیب النساء کی بہ حیثیت سلطنت مغلیہ کے ایک روشن ستارہ ہونے کی پستش کی جاتی تھی“

اس وقت زیب النساء کی عمر ۲۵ سال کی تھی بادشاہ کو ہنوز شفا سے کلی حاصل ہوئی تھی۔ سفر کشمیر کی صلاح دی لیکن دو امور بادشاہ کو اس ارادے میں سد راہ

تھے اول یہ کہ موسم گرما کی حرارت اس کی تندرستی کے لئے شاید مضر ثابت ہو۔ دوسرے یہ کہ شاہجہاں اب تک زندہ تھے۔

عالمگیر کو خوف تھا کہ دارالخلافہ چھوڑنے سے کہیں بغاوت کا ہنگامہ برپا نہ ہو جائے۔ کیونکہ شاہجہاں کے اب تک بہت ہمدرد تھے۔ جب شاہجہاں اس دار فانی سے رخصت ہو گئے تو پھر زیب النساء نے سفر کشمیر کی تحریک باپ سے کی عالمگیر راضی ہو گیا۔ چھٹی دسمبر کو بادشاہ دہلی سے سوار ہوا برتیر لکھتا ہے کہ اس موقع پر بادشاہ کے ہمراہ ۲۵ ہزار سوار اور دس ہزار پیادے تھے ستر توپیں بھی تھیں۔ زیب النساء نے ایک مرتبہ جہاں اکرا کو شاہجہاں کے ساتھ نہایت ہوم دھام کے ساتھ سفر کشمیر کرتے دیکھا تھا۔ اور اسی وقت سے اس کی متناہی کریں بھی اسی طرح پر سفر کروں۔

چنانچہ اس موقع پر اس نے تمام جو صلے نکالے زیب النساء ایک بلند اور خوبصورت ہاتھی پر سوار تھی جس کا ہودج سونے کا بنا ہوا تھا۔ اور اس میں ریش قیمت جواہر لگے ہوئے تھے۔ ہاتھی کے ارد گرد دو دو تک قبا تینیاں اور خواجہ کی جماعت تھی۔ اس کے پیچھے پیچھے اور بیگیاں کے ہاتھی تھے یہ منظر قابل دید تھا۔ زیب النساء نے اس سفر میں بہت زیادہ سخاوت اور دیر دلی سے کام لیا تھا۔

لے ماخوذ از مضمون زیب النساء بیگم مرتبہ مولوی محبوب الرحمن صاحب تعلیم بی۔ اے۔

(رسالہ خانواری علی گڑھ جلد ۴ نمبر ۱۲۸۴ء)

شاعرانہ شوق | ”زیب النسا یکم کو شاعری کا مذاق تو گویا خاص طریقہ سے قدرت نے بخشا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کا دماغ۔ نازک خیالی معرفت

حقیقی۔ سرت رومانی اور وجد عارفانہ سے اور اس کے خاص خاص نکات سے خوب آراستہ تھا۔ یا اس کے دماغ میں وسعت خیال کا ایسا وسیع دریا تھا کہ جس میں منی بٹنی اور معلومات روحانی کے ہزاروں پیش بہا گہر پڑے ہوئے تھے اس کی طبیعت کا سلیم ہونا اور انتہا درجہ میں ہونا اس کا ثبوت ہے کہ وہ ہر وقت خیالات میں مجرہ رہتی تھی اور قدرت الہی کی خیالی سیر کو سب سے زیادہ پسند کرتی تھی۔ چنانکہ اس کے خیالات ان دنیاوی کہیٹوں سے ہٹ کر دنیا کی عام زندگی سے علیحدہ ملک فصاحت اور بلاغت میں ہوتے تھے جس کا ثبوت ان چند اشعار سے جو تلف ہونے سے بچ رہے ہیں بخوبی ملتا ہے۔

علمی ذوق | حمد عالمگیری کے تمام مورخین نے برتصریح لکھا ہے کہ زیب النسا، علوم عربیہ اور فارسی زبانہ میں کمال رکھتی تھی۔“

وان تحصیل علوم عربی و فارسی بہرہ تام اندوختہ و از اقسام خطوط نستعلیق و نسخ شکستہ درست نصیبہ وانی دارند۔

لہ زیب النسا از میر شاہ محمد زبیر ہاشمی غازی پوری (محمدن ایگلو اور نیل کالج میگزین علی گڑھ)

جلد نمبر ۱۹ صفحہ ۱۶

۵۵ مرآت العالم از مجاہد رضا عالمگیری۔

لما رضا متخلص را شد دیا چه مرقع میں زیب النساء کی یہ تعریف و توصیف کرتا ہے۔

اہل فضل شامل جو خاصش	بعلم و شرع و ایم اختصاصش
سخن سبجان معنی آفرینان	زخراہنہائے فصاحتش خوشہ چینان
سخن فہم و سخن سنج و سخندان	سخنور را لسخنہ جز بہ میراں

ز سر تا پا ہمہ روج مجسم	مصور گشتہ عقل کل عالم
بزور و قوت و تقوی و طاقت	ربودہ از دو کوں گوی سعادت
زخیل طبع و نفس اندیشہ کردہ	پری و دیورادیشہ کردہ
ز طبعش موجزن کج بر معانی	یہ بحر شراب زندگانی
ز لطفش نثار معنی زند جوشش	شود سامع چو صورت محمود جوشش

ز نظم و شعر لطفش آچہ گفتہ

در ناسفہ، گوہر بایں سفتہ

فضیلت علمی | "توفیق دیا چه مرقع زیب النساء یکم کے کلمات کا تذکرہ کرتے ہوئے

زیب النساء یکم اور اس کا مرتب کردہ مرقع از مولانا محمد محفوظ الحق ایم لے کچھ اربعی پڑھیں
(شمع رسالہ مطبوعہ اکبر آباد نمبر ۶ جلد ۲)
کالج کلکتہ۔

اس کی انشا و خوشنویسی اور شاعری کا حال یہ لکھتا ہے :-

”بدیو اینکہ کلیات فضل و کمال کشادہ، ارباب دانش خرد دانش
در بغل ہناده معلم اول و معلم ثانی متعلمان سواد خوانی، معنی آفرینان
صاحب سخن خوشہ چینیان آخرین انجمن نشانیکہ منشور انشا بخط عطار
دست آویز آرنند در پیش گاہ کلام بلاغت فرجام از حیرت چوں قلم
سرازرا نور بنی دارند، خوشنویا اینکہ در صفت اہل قلم از خامہ علم
افزاشتمہ اند در مقابلہ حسن خطش چوں رقم پشت دست بر زمین
گذاشتمہ اند،

شعر ایکہ در انمودن الفاظ رسا و مستحسن معانی عزرا چوں قلم بی طلی آرنند
خلاصہ و زبدہ ذکر و فکر را بوسیلہ بیج و ثنا بمعرض اصلاح درمے
آرنند با نشاط ہر نامہ کہ مخدوم زمان خواجہ جہاں خط غلامی دادہ،
در اصطلاح آل نامہ نامہ چوں مقراض انگشت بدیدہ ہناده
و دستور العلّی کہ در علم انشا گری عالم معنی مولانا ظہوری بر صفحہ روزگار
ثبت فرمودہ، در ہر کلمہ از کلام معنی بیانش کہ انگشت نتواں ہناده
چوں خامہ ناحق بند نمودہ، از قلم سواد کارش ہر قدم معجزہ
عصائے موسیٰ ظاہر و از رقم معنی نگارش ہر دم اعجاز یوسفیہ
باہر“

علی دربار اشترادی زیب النسا بیگم کا علمی دربار ہندوستان کے شاہان اسلام کے مانند تھا۔

مولانا محمد محفوظ النبی صاحب ایم۔ اے کہتے ہیں کہ :-
 ”مجلس علمی کا حال اور اس کے ذوق ادب کا تذکرہ مولف دیباچہ مرتب کرتا ہے کہ بیگم کی مجلس میں کبھی نحو و ہندسہ و بیخیم - علم اعداد پر بحث ہوتی اور کبھی علم بیان - علم معانی - ہیت اور علم مرایا کا ذکر کھلتا طب روحانی میں تو وہ حاذق کا حکم رکھتی تھی اور اس کے علاوہ وہ ، موسیقی کے لحن و اور پردوں سے بھی واقف تھی بیگم کی علم موسیقی سے واقفیت کے متعلق غالباً یہ پہلا بیان ہے جو کسی معاصر یا غیر معاصر کی زبان سے سنا گیا“

بہاں بود آنچه در آثار قدرت	بفضل آورده دست او ز قوت
ملازم دار و آں علامہ العصر	ز اہل فضل و حق چوں الوافر
سوال تسعہ را حاضر جوابی	ز کلیات دانش انتخابی
مقولاتی عشر، عشری ز گفتار	ز علم و ظاہر و باطن جبہ دار
کہے تفتیش علم صرف می شد	سخن از اسم و فضل حرف می شد
گئی در مجلسش از سخن مذکور	ز مرقوع و ز منصوب ز مجرور
گئی از ہندسہ میسر و تعداد	ز قہ خط و سطح و جسم و ابعاد

گہی میرفت حرف از علم بنجم
 گہی میکرد وصف علم اعداد
 گہ از علم بیاں کردی حکایت
 گہ از علم معانی بود گفتار
 گہ از اہمار علمی یاد میکرد
 بہت مطلع از طبع دراک
 شد از علم مرا یا بس کہ آگاہ
 بعلم طب روحانیہ حاذق
 زمویقی و از الحاشش آگاہ
 بلفظ مختصر معنی مطول
 بعلم اولی تر از ہر پینہ دانی
 دم از علمش زدن جہل مرکب
 سواد نامہ ام چون درنگین است
 گہی میرفت حرف از علم بنجم
 گہی میکرد وصف علم اعداد
 گہ از علم بیاں کردی حکایت
 گہ از علم معانی بود گفتار
 گہ از اہمار علمی یاد میکرد
 بہت مطلع از طبع دراک
 شد از علم مرا یا بس کہ آگاہ
 بعلم طب روحانیہ حاذق
 زمویقی و از الحاشش آگاہ
 بلفظ مختصر معنی مطول
 بعلم اولی تر از ہر پینہ دانی
 دم از علمش زدن جہل مرکب
 سواد نامہ ام چون درنگین است

بمشکین خامہ پردازم مرقع
 نگارستان چنین سادہ مرقع

کتاب خانہ | ایک عظیم الشان کتب خانہ شہزادی نے اورنگ زیب عالمگیر کی
 اجازت سے کاشمیر میں قائم کیا تھا جسکو محکمۂ ترجمہ و تصنیف

سے متعلق کر رکھا تھا۔

مصنف اثر عالمگیری :- لکھتا ہے۔

”در سرکار عالیہ کتاب خانہ کروآمدہ بود کہ بہ نظر پہنچ کسے درینامدہ باشد“

یہی بیان خجما در خاں عالمگیری کا مرآت العالم میں ہے۔

”در سرکار عالیہ کتاب خانہ کروآمدہ کہ بہ نظر پہنچ کس درینامدہ باشد“

اس وقت یہ کتب خانہ لاجواب تھا جس کا شہرہ ایران سے توران تک تھا

اس کا اہتمام ملا محمد شفیع الدین کے سپرد تھا اور ملا کو بڑی مقبول و خواہ شہزادی

کی سرکار سے ملتی تھی۔

محکمہ تصنیف و تالیف | یہ محکمہ بھی اعلیٰ پایہ پر قائم کیا تھا جس کے متعلق صاحب
مرآت العالم لکھتا ہے کہ :-

و بسیارے از علما و فضلا و فضحا و شعرا و مشایخ بلاغت آثار

و خوشنویسان سحر نگار باین ذریعہ کامیاب انضال الصدر آرائی

شکوایے غرت و اجلال اند چنانچہ ملا صفی الدین اردبیلی بموجب

بوجب امر عالی در کشمیر سکونت گرفتہ بخدا مت ترجمہ تفسیر کبیر کہ

مسمیٰ زب التفاسیر است قیام دار و دیگر کتب و رسائل بنام نامی

ترتیب می باید۔

۱۵ مرآت العالم قلمی ملک کتب خانہ مفتیان گویا نو۔

فی الحقیقت زیب النساء کا دربار اکاڈمی تھا جس میں ہر علم و فن کے ماہر تھے
جو ہمیشہ تصنیف و تالیف میں مصروف رہتے تھے۔ جیسا کہ مذکور ہوا ہے کہ یہ کتابیں
عموماً اس کے نام سے موسوم ہوتی تھیں یعنی ان کتابوں کے نام کا پہلا جز زیب
کا لفظ ہوتا تھا۔

شہزادی کی تصنیف میں ایک کتاب زیب المثنیات ہے
تصانیف خاص جس میں اس کے خطوط نقل تھے۔ صاحب مخزن الفرائد
نے اس کتاب کو دیکھا ہے۔

”زیب المثنیات کہ از تالیف آں بختاب است فقیر آرزو یارت نمودہ“
اب یہ کتاب ناپید ہے۔

ایک بیاض تنائج افکار کی تھی وہ حوض میں گر کر ہمیشہ کے لئے دنیا سے جاتی
رہی۔

تذکرہ ریاض الافکار مؤلفہ وزیر علی عمرتی عظیم آبادی میں زیب النساء کے ایک
خط کا کچھ حصہ درج ہے۔

وگٹوریہ میموریل مکتبہ میں بھی زیب النساء کا اصلی خط موجود ہے۔
فنون لطیفہ | اس بیگم کو فنون لطیفہ میں بھی خاص ملکہ تھا اور یہ ورثہ اپنے دادا

لے تذکرہ مخزن الفرائد از احمد علی سندیلوی ۱۵ رسالہ شمع جلد ۲ نمبر ۱ صفحہ ۱۷۔

پرداداسے پایا تھا۔ بابر وہابیوں کو تصویر کشی کا بھی شوق تھا ہند میں تصویر کشی کا اہلی دور اکبر کے عہد سے شروع ہوتا ہے جہانگیر کے زمانہ میں خاص ترقی ہوئی۔ خود بھی مصوری سے شوق رکھتا تھا ایک مرقع تیار کیا تھا جس میں اس عہد کے بہترین مصوروں اور کاتبوں کے کمالات کے نمونہ موجود تھے۔

مرقعی کہ جہانگیر بادشاہ از شوق خود دست کردہ بود گویا باغ بہاری بود سندی و صحیح مع کتبہ سید (میر علی کاتب) ملاحظہ شد۔ شاہجہاں کا زمانہ آریا تو مصوری اپنے انتہائے کمال کو پہنچ گئی تھی داراشکوہ ولیعہد سلطنت کو غلیظہ مصوری سے خاص شغف تھا۔ دادا کی طرح مرقع مرتب کیا تھا ”وہ اب بھی اندیا آتش میں موجود ہے“ مگر اورنگ زیب کے عہد میں شیل شاعری کے مصوری کا بھی خاتمہ ہوا مگر زیب النساء کی علمی قدر دانی نے اس فن کو بھی ترقی نہیں دی تو ٹٹنے بھی نہیں دیا۔ چچا اور پرداد کے مرقعوں کی طرح ”مرقع زیب النساء“ مرتب کیا جس کا دیباچہ ملا رضا مخلص راشد نے لکھا ہے مرقع ناپس ہو گیا مگر دیباچہ مولوی خدا بخش مرحوم کے کتب خانہ میں موجود ہے جس کی تحفیس مولانا محفوظ الحق صاحب ایم اے دہلکتہ نے شمع میں ۱۹۲۵ء میں شائع کی ہے۔ دیباچہ میں شہزادی کے فضائل و ان کے علمی ذوق کا ذکر کرنے کے بعد مرقع کا مفصل حال تحریر ہے۔

لے تذکرہ خوشنویسان از مولانا غلام محمد ہفت قلی صفحہ ۵۱۔

مرقع میں قطعات اور تصاویر مشہور کتابوں اور مصوروں کے ہاتھ کے تھکے اور باغ کے دلکش مناظر وغیرہ دکھائے گئے تھے۔

مرقع

”دیباچہ نگار کی رنگین بیانی سے (مرقع) کی ایک جھلک سی آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے۔“ مولف دیباچہ نگار مرقع کے حالات یہ لکھتے ہیں:-

مرقع کہ مشہور بہ تشبیہ غریبہ و مقطعیہ بخطوط، عجیبہ پر داختہ ارباب معنی را در لباس صورت جلوہ گر ساختہ، عالم صورت و معنی، کارنامہ رنگین و زیبا۔ عجائبات مخلوقات، انتخاب عالم کائنات، فرست مجموعہ آفرینش دیباچہ دیوان پیش نظم۔

مرقع مجموعہ عالم کائنات جماعت محفوظ از حادثات برادر نقش انشاء مراد و اریدہ نظم، بر صفحہ نقش خطایا قوت مرسم، معانی از سلسلہ الفاظ و زنجیر و صورت از بند و بست ترکیب و تقریر، از سواد خنثی نئے باب حیات معنی میرسد و از سبائی صورتش نقاشی خنثی و رخسار، از رشحات قلمش نگارستان نمونہ و از لمعات ریش بہارستان گوشت تحریرش در متن یہ بیضا نمودہ و تندریش بہ حاشیہ شمیم الما کردہ و در گلستان صفحہ نقش بلبل نطق نوا ساز و در بوستان و از نقش

طوطی بیان نغمه پرداز - فضلا غیر از نسخه، صورتش مطالعه نمی نمایند و
 علما جز سواد خطش نظر نمی کشایند، معنی از صورت مرتب و صورت
 از معنی مرکب - نظم ۵

بجمن صورتش دیدانه بانی
 چو صورت محمود و صفش معانی
 خطی بر سطح اوراق مجسم
 جو شکل هندسی مشهور عالم
 بیک سو قاضی چون سرور عنا
 به دیگر رد خطی چون زلف زیبا
 ز صورت همست هر شخص پیدا
 چو عکس از روی آئینه هویدا
 بخطش معنی رنگین و جسته،
 چو صورت در مرقع نقش بسته
 شهبانی را که عاریت از مرصع
 چو در دیشان خزیده در مرقع
 عروسی است که آئینه دیده رویش شاید، و شاهدیست که مشاهد اش
 نور با صره افزاید، بفروغ حسن و جمال خیره سازد، دیده و هم و خیال بجمن
 صورت مطلوب معنی و برنگینی معنی معشوق صورت، هر صفحه از صفائی صورت
 با درق آفتاب بگرد، و هر منظر از صیائے معنی با خط شعاع هم پیلو در
 شاهراه نگاه از پر تو گلهای پای انداز زلف کشوده، و هر هفت پرده منظر
 دیده راه از عکس نقش و نگار هر هفت نموده -

عمل و یا قوت و زمره بنحیتند رنگ طرح این مرقع ریختند
 صفحه او راق رشک آسمان لفظ و معنی اثابت و یارده دای
 جدول از خط شعاع آفتاب لوح از زریں رقایع آفتاب
 خورده گل کرده تصویر بر او لمعه خور پر تو تصویر بر او
 باغی است که از صرصر صرزی در گلزارش، دانه از خزان آسینبی
 در بهارش گل بویا، بلبل بنوا، غنچه در زمین، گلبن بیالیدن، بلبل
 چون گل ساکن بر شاخسار و رنگ چونی بونی متحرک در گلزار - نظم
 چه مرقع نمونه گلزار چار موسم گل همیشه بهار
 نقشندان کار آگاه قدر متحیر ز کار صورت گر
 کلک بسزاد خامه مانی یک قلم سر بجنب حیرانی
 در بهارش خزان ندارد بار گلشن از نخل عمر بر خوردار
 مگر تصویر بوسه معنی داشت بگللاب آب و رنگ عوی داشت
 گل صورت نه داشت پرمردن انجسم افروخت آسمان چین
 مرغزاری است رشک باغ ارم صد گاه ای است بهر دلبس خرم
 بطور گوناگون، اشجار و قلمون، سیمرخ آشکار، غنقا نمودار، مرغ
 زین بر شاخسار سیر بال گستر و طایر رنگین بر باطن زمین جلوه گر
 قلم

بدیدی اگر باز این مرغ زار بیک دست سیرغی کردی شکار
 بارگاہی است وسیعتر از خگاہ فلک، و محشری است آرامگاہ
 انس ملک، شاہ و گدا جلوہ گر، خاص و عام در مد نظر، اسپ و فیل از نظر
 میگذرد، دیو و پری جلوہ گر میگرد و دود و دام آرام، وحش و طیر رام۔
 نظم ۵

نازم بمرقعے کہ چوں بعت باز ہر لمحہ بصورتی شود چہرہ طراز
 احسنت بکک صنع صور نگار، پروانہ مذہبی ناز و نیاز۔ صورتی چند
 بی مثل و مانند نقشی خاطر خواہ دلپند، شبیبہ باصل موافق، سایہ بذات
 مطابق، جمالی بکمال حسی بے زوال نگاہ، آشنائی زبانی گویا ابروئے
 جربستہ مژگانہ بابر و پیوستہ، روئے بے نقاب چشے بے حجاب
 جبینی بے چین، نگاہی پاک بین، دست ہوس و انش نہ کشیدہ و
 پاکے ہوا بخلو تکدہ اش نہ رسیدہ۔ نظم ۵

چہ صورت، پاک و امن تر از مریم جسم او نباشد روح محرم
 بسوئے او نباشد شانہ را راہ ز گیسوئے بلندش دست کوتاہ
 یلہ

لہ یہاں پر زیب البنائیم کے حسن کی تعریف میں چند اشعار ہیں جن کو نقل کرنا مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ ۱۲

یک جا عاشق و معشوق دل خواہ
 یکے با نیم رخ گرم اشارت
 یکے ملتقمیل ناظر، نشستہ
 یکے استادہ ہچوں سرو آنداد
 یکے بنشتہ بر بالائے مند،
 یکے حیران کار صانع خویش
 یکے خلی بردیش حلقہ بستہ
 یکے در رقص پاکوبان سدرست
 یکے سرگرم در پیمانہ داری
 ز سر واکر وہ گیسوئے پریشان
 ز سر تا پاکشیدہ چپا ورمو
 ز دوشش افتادہ گیسو تا بزانو
 چو صیادان پنجہیں نزل دہوش
 سپاہ جن را موشد سر آمد
 حدیث زلف و گیسو چوں بنگار د
 بکوریہائے چشم ہجر جاںکاہ
 دو عالم راتماے کردہ غارت
 مربع شکل راز انوشکتہ،
 ز قدش عالم بالا بفریاد
 بزنگ ہر بر لوح زربعد
 بخود بینی سری انگندہ ویش
 میان سنبلیش گل دستہ دستہ
 یکے دف دیگرے طنبور درست
 یکے در سر ہوائے شانہ کاری
 بان پائے چوں زنجیر چچاں
 کہ چشم بدنہ بیند آن پری زو
 بچین کاسہ پیدا شدہ مو
 کند زلف و گیسو بر سر دوش
 ز دوش پیچ دل بیروں نیامد
 بزنگ شانہ کلک دہو، بر آرد

بیایه باشد بی رشد خاموش
بطبع فکر چون معنی فرن جوش
سخن کوتاه چه طایه قیل و قال است
مرقع فی محل وجد و حال است
از آنجا که تفریف این سخن گفتن و شنیدن را بست نیاید، توصیف را بخوا نمودن
و دیدن مرقع حواله می نماید، و ختم کلام دیباچه مرقع خجسته آغاز فرخنده انجم
بنظم قطعه مشتمل بر تایید چند، السبب والی می شنای نظم

بجد الله مرتب شد مرقع	ز کمال نقش بندان معانی
مرقع نیست نقش هفت فلک است	سز و دیباچه اش سبع المثانی
مرقع نیست، ادام السن الف	و جوشش رام و طیش آثانی
بیک سو قطعه، همچو خط عارض	بیکر و قعر هم نقش مانی
بگواه دیدن تصویر و تحریر	ره از صورت به معنی میرانی
توان کردن نظر پشت کارش	ز چهره محو اگر بردوشانی
نگر و خرم صورت ز پیری	مستام عمر هنگام جوانی
نذیده رویش از پیری ضعیفی	بنارم قوت و زور جوانی
نمیدانم چنان تفریف بجد	ز بس جا کرده و صورت معانی
مصور انتخاب کائنات است	تماشا کن تماشا تا توانی
ز توصیفش کلام گشته نگیس	سز و دیباچه تر قیغ خوانی
سبعه شتم شتم بکر سال ترتیب	بهر مصراع از آن تایید دانی

ہم بعد و از یک بالش سال بتریبی کہ در اعدا و غانی
 نختیں سال داں از بیت اول یکی افزود در مصراع ثانی
 اگر مینی بحشم دل، مرتع نیابی در دو کون آمد و ثانی
 ز حسن و نام اس تر قیع زیبا بمعنی مچوچوں صورت بانی
 بود پیش اس زیب مرتع نمایاں چوں نگار شان بانی
 مصور تا بود تر تیسع عالم بتصویر بردج آسمانی

وجودش باد سالم از حوادث

بیکٹائے کہ اور نیست ثانی

شعرا کی قدر دانی | زیب النساء کے حسن مذاق سے بڑا نفع یہ ہوا کہ عالمگیر کی
 خشک مزاجی نے جو نقصان پہنچایا تھا اس کی تلافی ہو گئی۔
 یاد ہو گا کہ دربار میں ملک الشعرائی کا خاص عمدہ ابتدائے سلطنت سے چلا آتا تھا
 جس پر فیضی، طالب آملی، قدسی، کلیم، مامور رہ چکے تھے۔ عالمگیر نے اس عمدہ
 کو موقوف کر دیا اور دفعتاً شعرا گریبے خانہاں ہو گئے لیکن زیب النساء کی قدر دانی
 نے پھر دوبار قائم کر دیا مختلف تقریروں پر شعرا قصیدے اور نظمیں لکھ کر پیش کرتے
 تھے اور گراں بہا انعام پاتے تھے۔ زیب النساء کی شعروستی کا یہ اثر ہوا کہ اہل
 سخن معمولی عرض معروض بھی شعری میں کرتے تھے۔

”نعت خاں عالی اس زمانہ کا مشہور شاعر تھا ایک دفعہ اس نے ایک

مرصع کلفی جو دستار پر لگاتے تھے زیب النساء کی خدمت میں فروخت کے لئے
پیش کی زیب النساء نے رکھ لی۔ لیکن جیسا کہ درباروں کا معمول ہے۔ قیمت کے
لئے میں دیر ہوئی۔ نعمت خاں نے یہ رباعی لکھ کر بھیجی ۵

اے بند گیت سعادت اختر من در خدمت تو عیاں شدہ جو بہر من
گر جیفہ خریدنی ست پس کو ز مر من در نیست خریدنی۔ بزمن بر سر من
بیگم نے پانچزار روپیہ دلوائے اور کلفی واپس کر دی ۵

ایک دفعہ زیب النساء نے ایک لونڈی اپنے استاد ملا اشرف نازندانی کے پاس
بھیجی کہ اس کو خدمت میں رکھے۔ کنیز ملا صاحب کے مذاق کے موافق نہ تھی ایک
طویل قطعہ اس کی ہجو میں لکھ کر بیگم کو بھیجا۔ آغاز کا شعر یہ ہے ۵

قدردان شور شناسا نور چشم عالما ایک ہرگز قدرت ہم چشمیت حور انداشت
”زیب النساء کو شعرا کی اتنی خاطر منظور تھی کہ ان کے لئے ایک عالیشان مکان

بنوایا تھا شام کو مطبخ کا دار و فہ ہر ایک سے خاص کھانے کے لئے جو اسے مرغوب
ہوتا تھا پوچھنے جاتا تھا۔ وہی کھانا اسکے سامنے پیش کیا جاتا ۵

لطایف | شعرائے ایران نے ایک مصرع تصنیف کی غرض سے ہندوستان پہنچا
در اہلق کسے کم دید موجود

پہلے دربار کے شرانے طبع آزمائی کی جب وہ ناکامیاب رہے تو زیب النساء
 کے حضور میں پیش ہوا۔ فلبد یہ فرماتی ہے ۵
 درِ اہلق تے کم وید موجود، بغیر از اشک چشم سرہ آنود
 زیب النساء نے ایک شعر موزوں کیا محفل شرانے داد کے لئے آیا۔ اس پر عاقل تھا
 رازی (جو عمر رسیدہ تھا) لکھتا ہے ۵
 مشق است باشد بستہ ناموس و ننگ، پنختہ مغزانِ جوں کے حیا زنجیر پاست
 زیب النساء کی اعلیٰ قابلیت اور زبردست طبیعت کا اندازہ ذیل کے شعر سے
 خوب لکھتا ہے کہ بڑھے رازی کو کیسا منہ توڑ جواب ملا ۵
 پاک بازانِ محبت را حیا باشد مدام، چون تو مرغِ بھیما را کے حیا زنجیر پاست
 اسی زمانہ میں ایران کا زندہ دل شاعر ناصر علی بھی آیا وہ بھی محفل شرانے
 ٹھہرائے گئے یہ عمر رسیدہ تھے اور بیگم کی بھی عمر دھل چکی تھی مگر شاعرانہ نوک جھوک
 برابر کی تھی۔ ناصر علی۔ علی بڑا حاضر جواب تھا۔
 زیب النساء کا کلام تلف ہو گیا بہت کم دستیاب ہوتا ہے غزلانغزائے
 نتائج افکار | میں شہزادی کے حال میں لکھا ہے۔
 ”امان دیوان اشارش جائے بہ نظر نیابہ مگر دتدکرہ انتخابش بہ نظر
 آمدہ۔ لیکن اعتبار رائے شاید۔ سبب آنکہ اکثر شعرا ستادہ صاحب آں
 تذکرہ بنام بیگم نوشتہ بود“

آہستہ بگ بگ بکشاں بر مزار ما، بس نازک است شیشہ دل در کنار ما

بکند دستے کہ خم در گردن یارے نشد کور بہ چشمے کہ لذت گیر دیدارے نشد
صد بہار آفوشد ہر گل بہ فرے جا گرفت غنچہ بارغ دل مازیب و تارے نشد
عالمگ زیب الدنا کی نہایت عزت کیا کرتا تھا۔ جب وہ باہر سے
قدر و منزلت آتی تھی تو اس کے استقبال کے لئے شہزادوں کو بھیجا جاتا تھا
سفر و حضر میں اس کو ساتھ رکھتا تھا۔ کشمیر کے دشوار سفر میں بھی وہ ساتھ تھی۔

عقاب شاہی | شاہی راج پوتوں نے جب عام بغاوت کی، تو
اورنگ زیب مارواڑ کے راجپوتوں کی گوشمالی کرنے کو مہ
فوج روانہ ہوا اس ہم عظیم کے لئے شاہزادہ اعظم کو بنگالہ سے اور مظہم کو دکن سے
طلب کیا۔ اور اکبر کو اپنے ہمراہ لینے گئے۔ اورنگ زیب خود بمقام دہ باری میقیم
رہے، اور شاہزادوں کو ارادہ لی پہاڑیوں کی جانب جنگ و جدل کے واسطے
بھیجا یہ لڑائی فی الواقع بہت بڑی تھی جس میں راجپوت اور راجپوت متفق ہو کر مقابلہ
کر رہے تھے اور انھوں نے چاروں طرف سے شورش مچا رکھا تھا۔ راجپوتوں کا
سرور درگھا داس چلتا ہوا تھا اس نے یہ تدبیر نکالی کہ باپ بیٹے میں اتفاق ڈال دیا
شاہزادہ اکبر خیال و یعدی اورنگ زیب سے باغی ہو گیا۔ مگر بادشاہ نے
شاہزادہ اکبر کو جو ستر ہزار فوج کے ساتھ اس کے مقابلہ کو تیار ہو گیا تھا۔ اپنی

حکمت عملی سے ٹال دیا۔

”زیب النساء اور اکبر حقیقی بہائی بہن تھے دونوں میں خط و کتابت بھی تھی یہ خطوط شبہ میں پکڑے گئے اور عالمگیر نے اس کے انتظام میں زیب النساء کی تنخواہ جو چار لاکھ سالانہ تھی بند کر دی اس کے ساتھ تمام مال متاع ضبط کر لیا گیا اور قلعہ سلیم گڑھ میں رہنے کا حکم ہوا“

لیکن معلوم ہوتا ہے کہ بہت جلد اس کی بے گناہی ثابت ہوئی اور عفو قصور کر دیا گیا۔ کیونکہ ۹۴ھ میں حمیدہ بانو بیگم (والدہ روح اللہ خاں) نے انتقال کیا تو رسم تعزیت ادا کرنے کے لئے عالمگیر نے زیب النساء کو روح اللہ خاں کے گھر بھیجا تھا اسی سبب جب شاہزادہ کام بخش (عالمگیر کا سب سے چھوٹا بیٹا) کی شادی ہوئی تو تقریب کی رسمیں زیب النساء ہی کے محل میں ہوئیں اور عالمگیر کے حکم سے تمام ارکان دربار زیب النساء کی ڈیوڑھی تک پایادہ گئے۔

اس شہزادی نے اپنی شادی بہن کی مردانہ طبیعت پائی تھی شادی اس کو گوارا نہ تھا کہ کسی کا محکوم ہو کر رہا جائے فطری طور پر شادی سے متفرق تھی اس کی بہن زبدۃ النساء بیگم اور عمر النساء بیگم سپہر شکوہ

اور ایزد بخش (پسر شاہزادہ مراد) کو کیا ہی تھی یہ مرد کی صورت سے نفرت کرتی تھی اس کو عشق صرف علوم سے تھا شب و روز اسی شغل میں مبتلا رہتی تھی۔

سیرت زیب النساء علی سیرت کی خاتون تھی۔ طبیعت کی رحیم۔ بردبار خلیق و تحمل۔ غصہ کے وقت بھی مطمئن نظر آتی تھی خادموں و کچنیزوں کی غلطی پر چشم پوشی کیا کرتی تھی۔ سہمصر شراکت خانہ اور بے باکانہ چٹائیں کر جاتے تھے، مگر یہ متقل مزاج ہی رہی غصہ تو درکنار پرداۃ تک نہیں کرتی۔ ایک مرتبہ شراکے سامنے اپنا یہ ایک مصرع پیش کیا۔

از ہم نمی شود ز حلاوت حُبدان ہم
تمام شعراء نے اس پر طبع آزمائی کی۔ ناصر علی۔ علی سرہندی نے گستاخانہ مصرع موزوں کیا۔

شاید رسید بلب زیب النساء ہم
گویہ آداب کے خلاف تھا مگر تحمل سے کام لیکر اس کا جواب یہ دیا۔
ناصر علی بنام علی بردہ پناہ ورنہ بذوالفقار علی سر بریدہ مت
نفل ایک دفعہ ایک آئینہ جو نفور چین نے اس کے دادا شاہجہاں کو تحفہ میں بھیجا تھا وہ عالمگیر سے اس کو ملا۔ اپنی لونڈی روشن سے طلب کیا راستہ میں لاتے ہوئے ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گیا وہ لونڈی کا پنتی ہوئی آئی اور رو رو کر کہا۔

از قضا آئینہ چینی شکست

شہزادی بجائے ناراض ہونے کے کہتی ہے۔

خوب شد اسباب خود بینی شکست

حلیہ | یہ شہزادی لائبے قد کی عورت تھی بدن کی دہلی تیلی تھی چہرہ گول
تھا آنکھیں سیاہ تھیں سر کے بال لمبے تھے اور رنگ بہت صاف

شفاف تھا مگر نہ تو دانتوں میں سستی ملی نہ آنکھوں میں سرمہ لگایا۔

لباس | پوشاک ہمیشہ سادی پہنی۔ کبھی ریشمین تار تک جسم پر نہ ڈالا،
زیب النسا ہمیشہ ایرانی وضع کے کپڑے پہنتی تھی۔

زیور | زیور بھی برائے نام ہی پہنتی تھی چنانچہ ایک موتی کا ہار گلے میں پہنے رہتی
تھی۔ اس کے سوا اور کوئی زیور اُس نے کبھی نہ پہنا۔ زیب النسا کو جس قدر

حصولِ علم کا شوق تھا اسی قدر اپنی آرائش سے نفرت تھی۔

نفاست پسندی | زیب النسا اگرچہ درویشانہ ذوق نہ مذاق رکھتی تھی۔ تاہم شاہجہاں
کی پوتی تھی اس سے نفاست پسندی اور امارت کے

سامان بھی لازمی تھے۔ عنایت اللہ خاں جو امراء عالمگیری میں مقرب خاص
تھا ان کا میر خاں تھا۔

صرف اوقات | شہزادی کا روزِ قرہ یہ تھا کہ علی الصبح حوائج ضروری سے
فارغ ہو کر نماز پڑھتی۔ تلاوت قرآن مجید اس کے بعد

تصانیف کی دیکھ بال میں مصروف رہتی بادشاہ امورات ملکی کے مشورہ میں طلب کرتے باپ کے ساتھ شریک مشورت ہوتی۔

سناوت | زیب النساء بری مخیرہ خاتون تھی بیوہ اور بیکیس عورتوں کی داد و ہش سے ہمیشہ پردوش کرتی تھی۔ غریب لوگوں کی لڑکیوں کی شادی اپنے صرف سے کراتی تھی۔

ہمدردی | ہمدردی اس کے فرائج میں اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ خواہ اپنا ہونا پرایا ہو ہر ایک کے دکھ درد میں شریک ہوتی تھی، ایک مرتبہ اس کا بھائی شاہزادہ اعظم بہت سخت بیمار پڑا۔ زیب النساء کی حالت تھی کہ اس پر سوجان سے متاثر ہوئی جاتی تھی۔ اس کی تیمارداری ایسی کی کہ سگی ماں کیا کرے گی۔

وفات | عالمگیر دکن کی طرف گئے تو زیب النساء علمی زندگی کی وجہ سے پایہ تخت کو نہ چھوڑ سکی۔ اس کی چھوٹی بہن زینت النساء ہمراہ سفر تھی، یکایک مرض الموت میں گرفتار ہوئی اور اس کے بعد باپ سے چھ سال پہلے رحلت کر گئی عالمگیر فتوحات میں مصروف تھے خبر سن کر غمزدہ ہوئے اور ارکان دولت کو حکم دیا کہ مقبرہ تیار کیا جائے اور ایصالِ ثواب کے لئے خیرات دی جائے۔

نوابِ قدس قباب زیب النساء یکم دور نقاب رحمت الہی کشیدند
دور دولت مراے مغفرت نامہا ہی آراش گزیدند خاقان جہان را

از مفارقت فرزند بجاں پیوند دل غم اند و دودیدہ اشک آموذ گردید
 و از بیطاعتی اختیاری نماند ناچار عصا بر بساقتند احکام قدسیہ
 بنام سید امجد خاں و شیخ عطا اللہ و منافط در بدل خیرات و صدقات
 و عمارت مہضع القدسی ذات کہ در بارغ سی ہزار سی از تروکات نواب
 جنت ماب صاحب الزمانی قرار یافتہ عرصہ دریافت۔

نہ کورہ بالا بارغ (کابلی دروازہ کے باہر تیس ہزار میدان کہلاتا ہے) میں مقبرہ
 اور مسجد تعمیر کی گئی۔ قبر کے کتبہ کی عبارت یہ تھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ کان من علیہا فان۔ ہذا مقادیر البنت الکبریٰ ء
 للبد الذنب العاصی و علی الخوفۃ برحمۃ الراحم الکریم الحافظ ذیوب النساء المرچون
 حباب اللہ الصالحین ان یرحمہا اللہ بالقرآن و رضوان تایخ فتہا قولہ سبحانہ

و دخیلی جنتی

ریل کی ٹرک نکلنے میں مسجد و مقبرہ بر باد گیا ۱۹۲۵ء کی موٹر وں کی ٹائش اس
 میدان میں ہوئی تو نیچے اونچی جگہ جو صاف ہو رہی تھی قبر کھل گئی زمانہ کی ٹائش کا
 ڈھانچہ نظر پڑا اس وقت قبر کھجی درست کر دی گئی ہے جو اب تک موجود ہے۔
 شمس العلماء مولوی محمد حسین آزاد کہتے ہیں کہ اس کی قبر بروں دہلی ہے۔ اسکی قبر کو خود
 دیکھا اور کتا بہ جس میں یہ آیتہ و دخیلی جنتی لکھی وہ موجود قبر پر تھا۔

ایجادات | طبیعت میں ایجاد و اختراع کا مادہ تھا سہ ماہی میں ابرک کا ایکٹ
 خیمہ تیار کرایا تھا۔ جو تمام تر شیشہ معلوم ہوتا تھا لغت خاں عالی نے اس کی تعریف میں
 ایک چھوٹی سی شبنوی لکھی جس کے چند اشار حسب ذیل ہیں۔

ازاں چراگاہ طلقش چشم بد دور	کہ شد از جلوہ اش نور علی نور
تعالی اللہ چہ روشن بارگاہے	کدورت را درینجا نیست رہے
ز نورش گشت خیرہ چشم کوکب	کمینہ خانہ نداشت ماہ نخب
فروغش گرچیں دار جانا تاب	کسے شب انخواہد دید در خواب
چو عاجز گشت نظم از شنایش	شدم جہاے یارخ بنالیش
پتے یارخ آں گفت زمانہ	بروز ناک دلم آئینہ خانہ

عمارت | شاہجہاں کی پوتی تھی ورثہ میں عمارت کی دستی پائی تھی کشمیر میں جابجا جو
 خوشگوار اور خوش نظر چشمے ہیں ان میں سے ایک چشمہ کا نام ”احول“ تھا زیب الدنا کی جاگیر
 میں تھا اسے متصل ایک نہایت پر تکلف باغ اور شاہانہ عمارتیں تیار کرائی تھیں۔
 سہ ماہی میں عالمگیر نے کشمیر کو گئے تو اس مقام پر ایک دن قیام کیا اور زیب الدنا کے
 قاعدہ کے موافق نذر پیش کی اور روپیہ بھجوا کر کے۔ لاہور میں ایک باغ (جو برجی والا کہے
 اب مشہور ہے) نفیس نہ درمیانی عمارت کے تیار کرایا تھا جو اپنی دائمی میاں بانی کو عطا
 کر دیا تھا آج وہ شکستہ حالت میں موجود ہے۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

شاہنشاہ ابوظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر

حضرت اورنگ زیب صاحبقران عظیم شہاب الدین شاہجہاں کے تیسرے لڑکے تھے جو ۱۰۲۷ھ بمقام دوحہ (مالوہ) میں ممتاز محل و قمر آصف جاہ مشہور ملکہ نورجہاں کی بیٹی کے بطن سے تولد ہوئے۔ جہانگیر نے شاہجہاں کی بے عنوانی پر بہ طور یرغمال داراشکوہ اور اس چار برس کے بچے کو اپنے پاس رکھا۔ زیر نگرانی نورجہاں ان دونوں کی تربیت ہوئی ۱۰۲۷ھ میں جہانگیر خلد بریں کو سدھارے شاہجہاں تخت سلطنت پر بیٹھے یہ دونوں ۵ سال بعد اپنے ماموں آصف جاہ کے ہمراہ لاہور سے آگرہ باپ کے پاس آگئے۔

تعلیم | بقول مولانا فضل امام خیر آبادی ملا ابوالواعظ ہرگامی سے ابتدائی تعلیم

کے منادل طے کئے۔ علم ادب مولوی سید محمد قنوجی سے حاصل کیا۔ علامہ عبداللہ خاں کی بھی شاگردی کی، بعد تحصیل علم ہر قسم کے عیش و آرام کو ترک کر کے کتب خانہ میں وقت صرف ہوتا تھا۔ کتب بینی سے تمام علوم میں کامل و سنگاہ حاصل ہو گئی تھی۔

عہد شہزادگی | حالت شاہزادگی میں یہ حالت تھی کہ اپنے ہر ایک کام کی خود نگرانی رکھتے تھے۔ شہر کی خبروں سے باخبر۔ باہر کے آنے جانے

والوں پر جاسوس لگائے رہتے تھے۔ بازار کی ہر جنس کا روزنامہ روزانہ اپنے پاس منگواتے۔ مختلف اوضاع کے لوگوں کے مذاق دریافت کرتے افسران فوج کی بڑی غرت کرتے تھے۔ اپنے عادات و اطوار اور نیز قیافہ ظاہری کے باعث خواہ مخواہ ایک بڑے اونچے درجے کے آدمی معلوم ہوتے تھے عقیل دور اندیش۔ جری مستقل مزاج اور سب سے زیادہ یہ کہ بڑے غلٹی اور بید جفاکش تھے۔

بہادری | ۱۴ سال کی عمر تھی شاہجہاں قلعہ اکبرہ کے جھروکے سے ست ہاتھیوں کی لڑائی دیکھ رہے تھے، شہزاد بے گھڑوں پر مصروف نظارہ تھے

اور نگ زیب محویت کے عالم میں ہاتھیوں کے پاس پہنچ گئے ان پر ایک ہاتھی حملہ آور ہوا۔ شہزادے نے پیچھے ہٹنے کے بجائے نیزے سے ہاتھی کی پیشانی کو زخمی کر ڈالا۔ بادشاہ مہم تماشائیوں کے بے قرار ہو گئے۔ آتش بازی چھوڑی مگر وہ ہٹنے

کے بجائے اور خٹمناک ہو کر شہزادے پر گرا۔ وہ گھوڑے سے نیچے آ رہے مگر مردانہ وار اُٹھ کر تلوار سے مقابلہ کیا شہزادہ شجاع بھائی کے بچانے کے لئے بڑھا مگر اس کا گھوڑا ہلک گیا اور وہ بھی نیچے آ رہے، اس اثنائے میں اپنی برقیال کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اس طرح ان کی جان بچی۔ بادشاہ نے فرط محبت سے سینے سے لپٹا لیا۔ ان دونوں کو اسٹیشنوں سے تولا اور وہ غریبوں میں تقسیم کی گئیں۔ اسکے بعد ہندیلوں کی جنگ میں شرکت کی خوب داد شجاعت دی پھر پنجاب کا صوبہ دار بنا۔ قندھار اور بدخشاں میں جو ہر مردانگی دکھائے۔

اورنگ زیب بدخشاں میں اُنہوں سے لڑ رہے تھے تیروں کی بارش تھی نیزے چل رہے تھے۔ تلواریں چمک رہی تھیں۔ عین اس کشت و خون میں ناز کا وقت آ گیا میدان جنگ میں نیت باندھ کر خدا کی عبادت میں لگ گئے اُنہوں کے سردار عبدالغزنی خاں نے ۲۵ یا ۲۶ سال کے نوجوان کی یہ شان اسلامیت دیکھی تو وہ مبہوت رہ گیا اُسی وقت اپنے سپاہیوں کو لڑائی بند کرنے کا حکم دیا اور کہا کہ ایسے شخص سے جنگ تقدیر سے جنگ کرنا ہے۔ اس کے بعد سیاسی زندگی کچھ دن کے لئے ترک کر دی تھی بعد میں دکن کے صوبہ دار بن گئے۔

۱۷۸۱ء میں شاہجہاں پور، ۲ سال سخت علیل ہوا۔ لوگوں کو زندگی سوانحات سے مایوسی ہو گئی۔ اس وقت بہ سبب ولیعہد کی کے داراشکوہ

پاس تھا اور شجاع بنگالہ کا اور مراد بخش گجرات کا اور نگ زیب دکن کا صوبہ دار تھا۔ باوجودیکہ داراشکوہ نے خبر حالات بادشاہ کو چھپانا چاہا مگر سب کے پاس پہنچ ہی گئی۔ شجاع بنگالہ سے چل دوڑا مگر بنارس کے پاس داراشکوہ کے فرزند سلیمان شکوہ سے شکست کھا کر واپس گیا۔ اور نگ زیب نے بھی نقل و حرکت شروع کی مراد بخش کو بھی ہمراہ لیا۔ ادھر سے داراشکوہ کے لشکر نے اُجین میں جا کر روکا مگر سردار فوج راجہ جیوت سنگھ کے شکست کھانے سے شاہزادوں کا لشکر آگے بڑھ آیا حتیٰ کہ اگرہ ایک منزل کی تفاوت سے رہ گیا۔ اس جگہ (وہیں) داراشکوہ ایک لاکھ سوار جوار اپنے ساتھ لے کر خود میدان جنگ میں آیا اور مقابلہ کیا۔ ادھر راجپوت جانیں توڑ توڑ کر لڑ رہے تھے۔ اور ادھر اور نگ زیب اپنے سپاہیوں کی جرات کو ”اللہ محکم“ کے نعرہ مار مار کر بڑھ رہا تھا۔ ادھر سے راجہ جیوت سنگھ نے مراد پر حملہ کیا مراد نے اُس کا بھال تلوار سے روک کر ایک ہی تیر سے مار ڈالا۔ راجہ روپ سنگھ اور نگ زیب کے ہاتھی کے ہودج کا رستا کاٹنے میں قتل ہوا۔ ہاتھی کے زخمی ہونے کے باعث داراشکوہ کو نیچے اترنا پڑا راجپوت ایک جانب کھیت ہو ہی رہے تھے۔ داراشکوہ کے نظر سے غائب ہوتے ہی سب کے قدم اکھڑ گئے۔ اور لڑائی کا نتیجہ برعکس نکلا۔ یہ رنگ دیکھ کر داراشکوہ فرار ہو گیا۔ شرم سے باپ کے سامنے نہ گیا۔ بیگم اور لڑکوں کو لیکر سیدہ لاہور کو روانہ ہو گیا اور پھر تاجپور۔ اور نگ زیب نے اگرہ پر تسلط کیا۔ باپ

مغزول ہو کر نظر بند ہوئے۔ خود ۱۶۸۰ء میں اورنگ زیب تخت نشین ہوا۔
 ۱۶۸۱ء میں رسم تخت نشینی ادا کی خطبہ دے سکے اپنے نام کا جاری کیا۔ جشن
 نوروزی ماہ رمضان میں مقرر کیا اور جشن نشاط افزہ نام رکھا۔ محصول راہداری
 اور تمام اجناس کا ہمیشہ کے لئے معاف کیا ۲۵ لاکھ روپیہ خیرات کئے ۶ لاکھ تیس ہزار
 کے تحفہ مکہ و مدینہ ارسال کئے گئے ایک لاکھ ساٹھ ہزار کی لاگت سے قلعہ میں ننگ مرمر
 کی مسجد تیار کرائی قلمرو میں غربا کے لئے لنگر خانہ کھلوائے گئے۔ ادھر دارا شکوہ
 شکست خوردہ اپنے خادم ابو دھن کے حاکم ملک جیون خاں کے پاس پہنچے،
 اس ننگ حرام نے دہوکے سے گرفتار کیا اور دہلی لایا۔ بلخ قرار دے کر قتل کیا گیا۔
 اور اس کا بیٹا سپہر شکوہ قید ہو کر قلعہ گوالیار بھیجا گیا۔ اس کے بعد مراد بخش بھی تلوار
 کے گھاٹ اُتارے گئے۔

عالمگیر کی تخت نشینی کے ۸ سال بعد نظر بند رہ کر ۱۶۸۷ء میں شاہجہاں نے دنیا کو
 خیر باد کہا۔ ۱۶۸۱ء سے وکن کی طول طویل لڑائیوں کا سلسلہ شروع ہوا جن سے عالمگیر
 کو بقیہ عمر کے ۲۶ سالوں میں مطلق فرصت نہ ملی۔ بیجا پور کو ۱۶۸۶ء میں گوکٹنہ کر ۱۶۸۷ء
 میں فتح کر کے عادل و قلیب شاہیہ سلطنتوں کو زیر نگین لے آئے لیکن مرہٹہ طاقت
 بسر کر دگی سیوا جی جکھمیشہ زہرینی تھا۔ اور یادگار علقمی ابوالحسن تانا شاہ کی اعانت
 سے روز بروز بسر ورج ہونے لگی۔

عالمگیر کا اکبر سے زیادہ تمام ہندوستان پر کامل تسلط ہو گیا۔

سلطنت نہایت عروج پر تھی مشرق میں تمام بنگال سے گروہ نواح کے داخل
عملداری تھا اور مغرب میں پنجاب اور افغانستان کے علاوہ کشمیر کے اس پار چھوٹا
تبت تک شامل ہند تھا۔

اصلاحات ملکی | محکمہ احتساب بسر کردگی ملا عیوض وجہ اور شیخیاں
گوپاموسی محتسب جین وغیرہ قائم کیا گیا۔

مسکرات کا استعمال موقوف ہوا اور اس کی آمدنی ناجائز دست برداری
شرعی وکیل مالک محروسہ میں شامل کئے گئے۔

پرچہ نویسی کا باضابطہ اعلیٰ پیمانہ پر انتظام کیا گیا
رقص و سرود و خلاف شرع رسوم تعزیرہ داری وغیرہ قطعاً بند کی گئی۔
راستہ دسٹرکٹ محفوظ کی گئیں کہ رہزن مسافروں کو پریشان نہ کر سکیں
ایک لاکھ چالیس ہزار روپیہ سالانہ محتاجوں کو مقرر کیا گیا
پہچڑبانے کی رسم حکماً بند کی گئی۔

شیوناتہ کے مندرکاشی میں جو براہم کی غلط کاری کے مرکز بنائے گئے
تھے وہ مہندم کئے گئے۔

اس کے بعد عالمگیر نے اپنے میرمنشی رائے چندربھان کی سفارش سے بعد

حکم دینے اہل اہم مند۔ بنارس کے یہ فرمان جاری کیا کہ ہم اپنا حکم منسوخ کرتے ہیں کہ آپنڈ
 کے لئے مخالفت ہے کہ کوئی تہانہ توڑ کر بجائے اس کے مسجد تعمیر نہ ہو۔
 بنارس کے مندر کے پجاریوں کے متعلق فرمان اورنگ زیب

فرمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 منشور لایع النذر اورنگ شاہ بہادر غازی
 محمد اورنگ زیب شاہ بہادر غازی ابن صاحب قرآن شانی
 لایق النہایت والرحمة ابو الحسن بالغائب شاہانہ امیدوار بودہ
 بدانکہ چون بمقتضائے مراحم ذاتی و مکارم جلی سگی ہمت والا نہمت و
 تمامی نیت حق طویت مابہر فہیت جہور انام انتظام احوال طبقات
 خواص و عام مصروفیت و از روئے شرع شریف و ملت مینہت مقرر جنیت
 کہ دیر ہار و دیرین برانداخت نشود و بتکدہ ہا تازہ بنایا بد و دیریں ایام
 معدلت انتظام بعض اشرف اقداس ارفع اعلیٰ رسید کہ بعض مردم از
 راہ عفت و تلذذی بہ ہنود سکنہ قصہ بنایں و برنجے آگنہ دیگر کہ نواحی

آں واقفیت و جامعہ برہمنان سدنہ اس محال کہ سدانیت بت خانہ ہائے قدیم کہ انجا
 بانہا تعلق دار و مزاحم و مسقرض می شوند و میخواهند کہ ایناں را از سدانیت آں کہ
 از مدت مدید بانہاں تعلق است باز دارند و این معنی باعث پریشانی و تفرقہ
 حال اس گروہ می گیرد و لہذا حکم والا صادر شود کہ بعد از دورہ اس منشور لامع النور
 مقرر کنند کہ من بعد احدی بے حساب تعرض و تشویش باحوال برہمنان و دیگر
 ہنود متوطنہ آں محال نہ رساند تا آہنا بدستور ایام پیشین بجا و مقام خود بودہ
 بہ جمعیت خاطر بدعا بقائے دولت (خدا) دادا بدست ازل بنیاد قیام نمایند۔
 دریں باب تاریخ دارند۔ بتاریخ ۵ شہرجادی الثانیہ ۱۰۶۹ھ۔

مفاوضہ منشور

ابوالحسن کو جو نوازشات و عنایات کا مستحق ہے ہماری شاہانہ التفات کا
 امیدوار رہ کر جاننا چاہئے کہ اپنے مراحم ذاتی اور مکارم جبلی کے اقتضا سے
 مابدولت و اقبال کے سبب سے بڑی مصروفیت یہی ہے کہ خلق آسودہ رہے
 اور رعایا کے چھوٹے بڑے سب طبقوں کی حالت درست رہے۔ یہ بھی واضح ہو
 کہ شریعت غرا کے مقدس قانون کے لحاظ سے اگرچہ نئے بتگردوں کی تعمیر کی
 اجازت نہیں دی جاسکتی۔ لیکن جو پرانے مندر ہیں وہ ڈھاکے بھی نہیں جا
 سکتے۔ ان ایام عدالت انتظام میں یہ خبر ہمارے گوش زد ہوئی ہے کہ بعض

حال از راہ جبر و تعدی قصہ بنا رہا اور اس فواج کے بعض دوسرے مقامات کے
ہندوؤں اور اس علاقہ کے بعض برہمنوں پر جو وہاں کے قدیم بت خانوں کے
پر دہت میں تشدد کر رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ان برہمنوں کو انکی پر دہتی
سے الگ کر دیں جس کا نتیجہ سحر اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ یہ سچا رہے پریشان
ہوں اور مصیبت میں مبتلا ہو جائیں۔ لہذا تمہیں حکم دیا جاتا ہے کہ اس شور و لعل النور
کے مٹھتے ہی ایسا انتظام کرو کہ کوئی شخص تمہارے علاقہ کے برہمنوں اور دوسرے
ہندوؤں کے ساتھ کسی قسم کا تعرض نہ کرے اور ان کی تشویش کا باعث نہ ہو تاکہ
یہ جماعت بدستور سابق اپنی اپنی جگہ اور اپنے اپنے منصوبوں پر قائم رہ کر اطمینان
قلب کے ساتھ ہماری دولت خدا داد ابدیت و ازل بنیاد کے حق میں مشغول
دُعا رہیں اس باب میں تاکید مزید کی جاتی ہے۔

معافی | تیس لاکھ روپیہ سالانہ کا زیادہ محصول سائر کامناف کیا گیا۔
وحدت سلطنت | گرانچی بندر سے لے کر آسام کے مشرقی حدود۔ کوہ ہمالیہ
سے لے کر بحر ہند کے سطح تک سلطنت کی وسعت
پہنچ گئی تھی۔

(عالمگیر کے عہد میں صوبجات ہند کا رقبہ برطانیہ کے سلطنت کے رقبہ کے
مساوی تھا)

میاصل ۱۶۹۵ء میں کل مالگذاہی آستی کر در روپیہ تھی۔
تقسیم تمام اقطاع ہند میں عام تعلیم تھی ہر شہر میں کثیر القیاد مکاتب، و
مدارس تھے۔

مشرطین سیاح بد عہد عالمگیری میں وارد ہند ہوا تھا اپنے سفر نامہ میں
صرف ایک شہر ٹھٹھ کے متعلق لکھتا ہے کہ :-
”یہاں چار سو درس گاہیں ہیں“

صنعت و حرفت | صنعت و حرفت و تجارت کو بھی فروغ تھا صرف ایک پارچہ
باقی کو استفادہ ترقی تھی کہ تمام ہندوستان کے لئے کافی ہونے
کے ساتھ ممالک غیر کو جاتا تھا۔

ہندوستان کی تجارت کا مقابلہ یورپ کے بڑے بڑے ممالک ہی نہیں کر سکتے
تھے اسی تجارت و مال کی درآمد و برآمد کا یہ نتیجہ تھا کہ صرف ایک شہر سورت میں
چنگی کی آمدنی تیرہ لاکھ روپیہ سالانہ ہوتی تھی اور احمد آباد میں ایک کروڑ تیس لاکھ
روپیہ سالانہ چنگی کی آمدنی تھی۔

لکھ عہد اورنگ زیب صفحہ ۸۸

لکھ سفر نامہ کپتان ہٹلن جلد اول صفحہ ۱۳۸

سورت کے ایک تاجر عبدالغفور نامی جس کا سرمایہ تجارتی ایٹ انڈیا کمپنی کی کل تجارت و سرمایہ کے برابر تھا۔

عالمگیر نے محصول راہداری کا تمام غلوں سے ماحصل کل اجناس کا افادہ عام کے واسطے دوامی معاف کر دیا تھا۔

پیمائش اکبر کے عہد میں جو اراضیات پیمائش ہونے سے پہلے ہی یقین اس کی پیمائش کرائی خلائی خاں لکھتا ہے کہ سنہ ۹۶۶ھ سے میں برس کے زمانہ میں مالک دکن کی پیمائش ختم ہوئی اور اس کی جمع بندی اکبری اصول پر مقرر کی گئی۔

ٹیکس خانہ جنگیوں سے خزانہ خالی ہو گیا تھا محاصل برباد ہو گئے تھے سلطنت کے کاروبار چلانے میں وقت تھی اور رنگ زیب نے جہاں تک ہو سکا کوشش کی مگر آخر کار مجبور ہو کر ہندو مسلمان دونوں پر ٹیکس جاری کر کے مسلمانوں سے زکوٰۃ اور ہندوؤں سے جزیہ وصول کیا۔ یہ عام ٹیکس جو آج کل کے ٹیکسوں کے مقابلہ میں آٹے میں نمک کے برابر حیثیت رکھتے تھے۔ صرف مالی مشکلات میں پھنس کر بادشاہ نے عاید کئے تھے۔

نذیبی رواداری | عہد عالمگیر کی مذہبی رواداری کا ذکر کپتان ہلٹن اپنے

سفرنامہ میں شہر ٹھٹھہ کے حالات کے بیان میں لکھتا ہے۔

ریاست کا مسلم مذہب اسلام ہے لیکن قنڈاد میں اگر دس ہندو
ہیں تو ایک مسلمان ہے۔ ہندوؤں کے ساتھ مذہبی رواداری
پورے طور سے برتی جاتی ہے وہ اپنے برت رکھتے ہیں اور تہواروں
کو اسی طرح کرتے ہیں جیسے کہ اگلے زمانہ میں کرتے تھے جبکہ بادشاہ
خود ہندوؤں کی تھی وہ اپنے مردوں کو جلاتے ہیں لیکن ان کی
بیویوں کو اجازت نہیں ہے کہ شوہروں کے مردوں کے ساتھ
ستی ہوں۔

ہندو اور عیسائی ہندوستان میں امن و آزادی سے زندگی بسر
کرتے تھے اور اپنے مذہبی رسوم ادا کرنے کی کوئی روک ٹوک
نہ تھی حتیٰ کہ شراب خواری وغیرہ صرف مسلمانوں کے لئے ممنوع تھی انکو
منع نہ تھا۔

عیسائیوں کے معبد دارالخلافہ میں تھے بے روک ٹوک مذہبی فرائض ادا
کرتے تھے۔ ہندو اپنے مندروں میں چاہے جو کریں کوئی پرسان حال نہ کی
جاتی ان کے توہمات اور دساوس میں مطلق دخل اندازی نہ کی جاتی تھی۔

برنیر فرامینسی سیاح اپنے سفر نامہ میں لکھتا ہے کہ :-
 ”اورنگ زیب خاندان تیموریہ میں سب سے زیادہ دانا بادشاہ،
 تھا بڑا معاملہ فہم اور تدبیر ملکی میں نہایت ہوشیار تھا دلجوئی میں
 اس نے کسی طرح کوتاہی نہ کی اور نہ اکبر جیسی قابل اعتراض دلجوئی“

صرف اوقات

عالمگیر اعظم اپنی حکومت کی مصروفیتوں میں اپنے باپ دادا سے بہت لے
 گیا تھا ڈاکٹر جیل گراہی عالمگیر کے پیرانہ سالی عہد کا حال لکھتا ہے :-
 وہ صاف و سفید ٹل کی پوشاک پہنے ہوئے عصائے پیری کے
 سہارے امیروں کے جھرمٹ میں کھڑا تھا۔ اس کی پگڑی میں مرد
 کا ایک بڑا کٹرا لگا ہوا تھا دادخواہوں کی عرضیاں لیتا تھا، اور
 انہیں بلا صدمہ پر مدھ کر خاص اپنے ہاتھ سے دستخط کرتا جاتا تھا۔
 اس کے ہتاش و ہتاش چہرے سے صاف مترشح ہوتا تھا کہ وہ
 اپنی مصروفیت سے نہایت شاداں و فرحاں ہے۔

صبح | عالمگیر صبح صادق سے پہلے بیدار ہوتے۔ حوائج ضروریہ سے فارغ

ہر کر وضو، غسل کر کے نوافل ادا کرتے، دیوان خاص کی مسجد میں حاضر ہو کر قبلہ
 رخ بیٹھ کر منتظر صلوٰۃ فخر رہتے۔ موزن کی اذان پر سنت موکدہ ادا کرتے محلات کے
 خواجہ سرا وغیرہ مسجد میں جمع ہو جاتے۔ بل کر نماز باجماعت ادا کرتے۔ سب سے
 اول قرآن مجید کی تلاوت بعد ازاں حدیث کے مطالعہ میں مشغول ہو جاتے۔
 خلوت گاہ | بعد نماز چاشت مسجد سے خلوت گاہ میں آتے۔

تاچاشت گاہ بایں اور مشغول می باشند و بعد از فراغ قرین بخت، و
 سعادت و کامیاب فیض عبادت از آں معبد ہایوں برآمدہ بخلوت گاہ وغر و جاہ
 کہ نشیمن خاص آں خدیو خدا آگاہ است شرف قدم می بخشند۔
 اُمرا خاص اور مقربان معتبر حاضر حضور معلیٰ ہو کر کھڑا بجا لاتے۔

عدل | بادشاہ عدل پر در جلوہ گستر ہوتا۔ عدالت کے داروغے مظلومیوں
 اور دادخواہوں کو ایک ایک کر کے پیش کرتے۔ مقدمات کے انفصال
 بروئے شریعت امیر و غریب آقا و غلام کے لئے سب مساوی رہتے تھے۔

ڈاکٹر لین پول اپنی تصنیف اورنگ زیب میں لکھتا ہے:- کہ
 مغل اعظم اورنگ زیب اعظم ہے، سچے تیلے انصاف سے عموماً
 فیصلے تجویز کرتا ہے۔ اس کے حضور میں سفارش اور امارت کی

کوئی پیش نہیں جاتی اور ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی کی بات اسی
 مستعدی سے سُننا ہے جس طرح بڑے بڑے امیروں کی
 ”دائے بابِ ظلم و استغاثہ جمع کہ دلائلِ مسکنت و اضطراب و شاملِ احتیاج
 و افتقار از چہرہ احوال شان نمودار باشد از خزائن احسان سیکران و اسرار
 امیر بہ نقد مقصود آرمودہ فیض اندر و فضل و کرم می گردند“
 دربارِ عالمگیری میں روک ٹوک نہ تھی ہر کہ دمہ اپنا حال بادشاہ کے
 حضور میں عرض کر سکتا تھا اور عالمگیری نہایت توجہ سے سُننا تھا۔ صد ہا
 افسانہ عدل و انصاف عالمگیری کے مشہور ہیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میرزا کام بخش کے کوہ پر قتل کا الزام عائد ہوا عالمگیر
 نے حکم دیا کہ عدالت میں اس کی تحقیق و تفتیش کی جائے اور دورانِ تفتیش
 میں اسے زیرِ حراست رکھا جائے مرزا کام بخش (جو عالمگیری کا چھٹا فرزند
 تھا) کو جب اس بات کا پتہ چلا تو وہ اس کی حمایت میں اُٹھ کھڑا ہوا۔ عالمگیر
 کو بھی اس کا علم ہو گیا۔ اس نے میرزا کام بخش کو دربار میں طلب کیا۔ کام بخش
 اپنے کو کہ بھی ساتھ لایا۔ اور اس نے صاف طور پر کہہ دیا کہ وہ اس کو ایک
 منٹ کے لئے بھی جُدا کرنا نہیں چاہتا۔ عالمگیر نے حکم دیا کہ دونوں کو حراست

میں لیلیا جائے چنانچہ ایسا ہی عمل میں آیا۔

ڈاکٹر لین پول لکھتا ہے :-

”اس کی پانچ سالہ حکومت کے طول و طویل عرصہ میں اس سے

ایک بھی ظالمانہ فعل سرزد نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ ہندوؤں

کے خلاف اوصاف روپند پر نہیں ہوا۔“

بھروکہ درشن | درشن ایک دیرینہ رسم تھی عالمگیر نے شہنشاہی اس پر
عمل کیا اس کے بعد حکماً بنا کر دیا کہ عوام ہندو خوش
اعتقاد می کے جوش میں درشن کو شل پوجا سمجھنے لگے تھے۔

» در زمان بادشاہان سلف بغایت آن سال بھروکہ درشن مقرر بود کہ
بادشاہ با وجود عارضہ بدنی برائے جنائے اکبر آباد و شاہجہاں آباد ساختہ
بودند سرانہ بھروکہ برمی آوردند سوائے امرائے بحرئی آن وقت چند ہی یک
آدم از زن و مردے ہمہ قوم پائے بھروکہ فراہم آمدہ دعا و ثنا بجای آوردند
و بسیارے از قوم ہندو بودند۔ بدرشن و شہر یعنی تاصورت بادشاہ را
در پائے بھروکہ درشن تہی دیدند نہ بہ ہیچ چیز از ماکولات در دہن نمی انداختند ان
خسروین پرور آن را نیز از جملہ ممنوعات مامور شرع دانستہ در پائے بھروکہ

لہ اقبال نامہ عالمگیری۔

نشستن و غوث منودہ حکم منع فراہم آمدن آں از وہام فرمودند۔
معائنہ فوج | بادشاہ فوج کا معائنہ کرتا اور اس جماعت کی بھی دیکھ بھال کرتا
 جو ناز جہ کے جلوس میں اس کے ہم کاب ہوتی تھی۔ ”عالمگیر
 کے لشکر میں دس لاکھ فوج رہتی تھی۔“

جنگ پیلان | داروغہ فیل خانہ نوگر قرار ہاتھی حضور می میں معائنہ کے لئے
 لاتا اور ہاتھیوں کی قواعد دکھاتا اور بعض اوقات بادشاہ
 کے اشارہ پر ہاتھیوں کی کشتی کرائی جاتی۔

”و بعضے اوقات بہ اشارہ معلیٰ امیلان کوہ تمال فلک شکوہ سیاہ مستے
 باروہ جنگجوی و عربہ نہلی الجتہ باشند۔ از یک زنجیر تا پنج زنجیر بقدر خواہش
 طبع اقدس در اں میدان وسیع جنگ اندازند۔“

دیوان عام | معائنہ فوج وغیرہ کے بعد بادشاہ سیدھا دیوان عام میں
 آتا۔ اور تخت پر جلوہ افروز ہوتا۔ امرا اور دربار اپنے اپنے
 مراتب کے لحاظ سے صف بستہ کھڑے ہوتے۔ موکب شاہی ارد گرد اور
 علم بردار بائیں جانب ایستادہ ہوتے۔ بخشی بادشاہ کے حضور میں افسران
 فوج اور دیگر عہدہ داران لشکر کو درجہ بدرجہ پیش کرتا۔ سلطنت کے بڑے

بڑے منصب داروں کی تقریب بھی بخشی کے ذریعہ ہوتی۔ اس کے بعد درخواستیں پیش ہوتیں خود معاملہ کی تفتیش کر کے حکم نافذ کرتا۔ میرانش توپ خانہ متعلقہ امور آف فوج وزیر اعظم کے ذریعہ حضور ہی میں پیش کرتا۔ اس کے بعد صدر کل مالک محروسہ کی ایک مکمل و مجمل رپورٹ دربار شاہی میں پڑھتا۔ رعایا کی سہبودی کا لحاظ زیادہ رکھا جاتا جاگیریں عطا ہوتیں علما و فضلا کے حقوق کی پاسداری کی جاتی۔ تمام سلطنت کے امور عامہ اور ترقی تنزل کے جملہ مراتب طے ہوتے، دو گھنٹہ کے اندر اندر یہ کام اختتام پذیر ہوتے۔

دیوان خاص | بادشاہ گیارہ بجے کے قریب دیوان خاص میں تشریف لاتا یہاں سلطنت کے خاص امور دینی و دنیاوی سرانجام پذیر ہوتے۔ امرا و وزراء۔ خدام و حشم ہر ایک کر کے باریابی کا شرف حاصل کرتے۔ وزیر اعظم صوبوں کی رپورٹوں کا خلاصہ پیش کرتا۔ عالمگیر ان سب پر احکام جاری کرتا۔ بعض معاملات میں وزیر کو ہدایت دیتا اور وہ اس کے بموجب فرمان تیار کر کے بادشاہ کی خدمت میں پیش کرتے پڑھتا اور مناسب ترمیم کے بعد انہیں صاف کرتا اور پھر اپنے دست خاص سے مہر ثبت کرتا۔ اکثر فرامین خود لکھتے۔ فیاض القوائین میں بیشتر فرمان خود عالمگیر کے لکھے، ہوئے ہیں۔

مراجم خسروانہ | عموماً بادشاہ دربار خاص میں امرا جو عتاب شاہی

بتلا ہو کرتے ان پر نوازش کرتا۔ سیوا جی بادشاہی گوشمالی سے مجبور ہو کر
 بذریعہ راجہ جے سنگھ اپنی سفارش لے کر حاضر حنوری ہوا اور تمام پہلی خطائیں،
 معاف کرانا چاہیں اور اپنے بیٹے سبنا جی بھی عالمگیر کی قدمبوسی کے لئے
 حاضر لایا۔ بادشاہ نے حسب مرتبہ اس پر مرحامہ کئے مگر وہ اپنے زعم باطل میں
 کچھ چیز اپنے کو جانتا تھا، حیلہ سے چلتا بنا۔ راجہ پیڈ نایک راجہ شورا پور نے
 اپنے قصور کی معافی چاہی حسب فرمان ذیل عفو و تقصیرات کیا۔

فرمان

اورنگ زیب بادشاہ غازی

بنام پیڈ نایک راجہ شورا پور

زبدۃ الامثال والاقران لائق الغایت والاحسان پیڈ نایک
 بغایت بادشاہانہ مفتخر و مباہی بودند بدانکہ درینوالا از،
 پیشگاہ خلافت و جہاں بانی ازراہ و فضل و کرم تقصیر
 من زبدۃ الامثال والاقران عفو شدہ

نصرت آباد

حضرت بان زبدۃ الاقران

فرمان

بستور شد

بحال حکم شد کہ امیدوار عنایت پادشاہانہ بودہ پام نایک پس
خود را بہ طمانیت خاطر بر کاب نظر انتساب بہ فرستد کہ بنوازشات
پادشاہانہ وعطائے منصب سر بلندی یابد۔

چہارم شہر رمضان المبارک ۱۰۳۰
احد جلوس والاقلی کشت

حرم سرا دو پہر کے وقت حرم سرا میں داخل ہوتا۔ کچھ عرصہ آرام
کرنے کے بعد طعام تناول کرتا۔ پھر ایک گھنٹہ کے لئے استراحت
گزیں ہوتا۔

نماز ظہر بیدار ہو کر غسل کرتا پھر وضو کر کے مسجد میں نماز کے انتظار میں
جا بیٹھتا۔ عین وقت پر فضلا۔ علما۔ صلحا۔ فقہارا امرائے
ساتھ نماز باجماعت ادا کرتا۔

کسب معاش بادشاہ اپنے ذاتی اخراجات کے لئے خزانہ شاہی سے
ایک جہتہ نہ لیتا۔ نماز کے بعد ٹوپیاں سیا کرتے۔ اور
کلام اللہ لکھا کرتے اُن کی فروخت اور ہدیہ سے جو رقم آتی تھی، منج کے

لے توقعات منلیہ مرتبہ از انتظام اللہ شاہی گوپاموی

اخراجات میں وہی صرف ہوتی تھی۔

غسل خانہ | اپنے ذاتی کام سے فارغ ہو کر غسل خانہ میں جلوہ افروز ہوتا۔
یہ مقام حرم سرا کے اور دیوان خاص کے درمیان واقع تھا یہاں سلطنت کے اہم ترین اور پر بیج معاملات طے ہوتے تھے ان سے فارغ ہو چکنے کے بعد مطالعہ میں مشغول ہو جاتے۔ لشکریوں کی درخواستوں کا انصاف فوج کا بندوبست اور رعایا کے نقشہ رہی اسی وقت تیار ہوتے تھے۔ غروب آفتاب سے نصف گھنٹہ پیشتر وہ دیوان خاص میں جا کر تخت شاہی پر ٹھکانے کے بعد سلطنت کے دخل و خراج پر بحث مباحثہ ہوتا۔ اسی وقت باہر سے آئے صوبہ دار اور اہل حال بھی پیش ہوتے منسبائروں کا غل و تقرر بھی رو پڑتا۔

نماز مغرب | اذان پر جمعہ تمام خدام و حشم کے مسجد میں جا کر نماز باجماعت ادا کرتے۔

خواب گاہ | عشاء کی نماز کے بعد عالمگیر خواب گاہ میں آتے اور کتب سیر و تاریخ حدیث و فقہ کے مطالعہ میں کچھ عرصہ مہلک ہتے پر کھانا کھانے کے بعد عبادت و نوافل میں مشغول ہو جاتے جب آدھی رات گزر جاتی تو استراحت پذیر ہوتے۔

۱۵ انقلاب عبید بنہر

در شبان روزے اسایش خواب آں بادشاہ ملک آقاب
زیادہ از یک پاس شب نیست لے

بدھ کا روز فقط دربار عدل کے لئے وقف تھا۔ اس دن مفتی اور
فضلا نہایت شان و شوکت سے حاضر دربار ہوتے تھے۔ بادشاہ خود
مقدمات سنتا اور اپنے قلم سے ان کے فیصلے لکھتے تھے۔ جمعرات کو نصف
دن کی تعطیل ہوتی۔ جمعہ کو عام تعطیل دن بھر تھی، اس روز دن بہر عبادت
کرتے تھے۔

تالیف فتاویٰ عالمگیری | عالمگیر کو علوم شرعیہ سے خاص لگاؤ
اور یہ ضرورت محسوس کر کے کہ اہل اسلام

مستند مسائل خفیہ پر عمل پیرا ہوں۔ نیز شرعی مقدمات میں بھی مفتی یہ مسائل پر
فیصلہ کیا جائے مگر اختلافات قصات و مفتیان بارقات کی وجہ سے ایسی کوئی
کتاب موجود نہ تھی جو نامی مسائل پر حاوی ہو اور اس کے مطالعہ سے ہر شخص
بلا وسست نظر و استحضار کافی و دستگاہ وافی استنباط مسائل کر سکے۔ اپنے
متوسلین دربار کے علما و فضلا کے اجتماع سے ایک مستقل محکمہ تالیف فتاویٰ
بسرکردگی علما نظام قائم کیا گیا اور شاہی کتب خانہ جس میں بے شمار کتابیں

ہیں اسی ضرورت کے لئے وقف کر دیا گیا اور تقریباً دو لاکھ روپیہ نقد
صرف کر کے کتاب تیار ہوئی جو قادی عالمگیر شاہی کے نام سے موسوم ہے
اسی باوقار جماعت علما میں ملا وجہ الدین سہروردی ششی گروپاموی بھی
تھے۔

و ترتیب تالیف قادی ربیعہ از قادی عالمگیر شاہی مہر شد
و وہ کس دیگر از فضلا بعد و اشاعت او مقرر شدند و او در آن
کار ساعی جمیل بکار بردہ۔

ان دس علما میں ملا شیخ احمد بن عبدالمنصور خطیب فاروقی گوپاموی
بھی تھے۔

منشور عالمگیری

کہ تاریخ روز و شبہ یا زوہم شہر ذیقعدہ سالہ جلوس مہمیت انوس
مطابق سالہ اردی بہاہ الہی بر سالہ یادت و تقابٹ پناہ شرافت
و نجابت دسنگاہ۔

لہ سوانح عمری علامہ وجہ الدین گوپاموی مرتبہ حکیم بہار الدین صدیقی گوپاموی۔
لہ حرات العالم

سزا و رعایت شاہی قابلِ مرحمت شاہشاہی صدرِ رفیع القدر
 رضوی خاں و ذہبت واقع نویسی کترین بندگان درگاہ
 خلاقِ پناہ محمد رفیع قلی می گردو کہ حکم جهان متاع صادر شد کہ
 یک روپیہ و سہ پاؤ پلاؤ تصور ہر دو جنس معاف یومیہ از خزانہ
 رکاب سعادت بشر طایفہ قنادی عالمگیری بعاونت مشیخت
 و فضائل پناہ ملا شیخ وجیہ الدین گویا موسی در وجہ مدد معاش
 شیخ احمد ولیہ شیخ عبد المنصور خطیب مرحمت فرمودیم و اگر در محل
 دیگر چیزے داشته باشد آنرا اعتبار نہ گیرند واقع سالہ جلوس
 بمنصب پرواگی بہر فضیلت و معافی مرتبت شیخ نظام تصدیق قلی
 شد مطابق تصدیق یادداشت مرقوم گشت۔

مسودہ فتاویٰ پر بادشاہ خود بھی نظر ثانی و تصحیح کرتا تھا اور حسب ضرورت علما
 سے مباحث کر کے تشفی بخش مسئلہ اندراج فتاویٰ کراتا تھا۔

موزوں طبع عالمگیر کو ہر قسم کے لہو و لعب سے یہاں تک شعر و سخن سے
 بھی بالکل رعیت نہ تھی چنانچہ دیوان حافظ کا درس مکتبوں
 سے موقوف کرادیا تھا۔ مگر دیوان حافظ اور گلستان اپنے سرہانے رکھتے تھے۔
 بعض مصاحبوں نے اس کا سبب پوچھا جواب دیا کہ لوگوں کی طبیعتیں خام ہیں
 حافظ کے اصل معنی پر خیال نہیں کرتے ناحق شراب گلزار اور معشوق گلزار

کے نام سن کر مت ہوجاتے ہیں اس لئے اس کا دیکھنا جائز نہیں۔
 شعر کا بازار سرد تھا مگر دربار میں اکثر امیر موزوں طبع تھے۔ بعض مرتبہ قصیدے
 پیش کرتے سن لیتے اور حب موقعہ دیتے مگر فرمایش یہ ہوتی کہ آئندہ بیفائدہ
 وقت ضائع نہ کرو۔ بالین ہمہ کچی کچی خود بھی شعر کہتے تھے۔

غم عالم فروانت و من یک غنچہ دل دارم
 چنان در شیشہ ساعت کنم ریگ بیاباں را
 سلطنت مغلیہ کا قدیم سے دستور تھا کہ جب کوئی بادشاہ تخت پر بیٹھتا تو سب
 شعراء پائے تخت اس کا سیکہ کہہ کر لاتے جس کا پسند ہوتا اسے ایک لاکھ روپیہ
 انعام ملتا تھا۔ عالمگیر کے لئے بھی سیکہ کہہ کر لائے عالمگیر نے فرمایا ہم نے بھی سکہ کہا،
 ہے تم سب دیکھو اور اپنی رائے ظاہر کرو۔

سیکہ زد و درجاں چو بدر منیر۔ شاہ اورنگ زیب عالمگیر
 سب کو متفق الفاظ استہرا کرنا پڑا کہ حقیقت میں اس سے بہتر دوسرا سیکہ نہیں
 ہو سکتا۔

سیرۃ عالمگیر کی ابتدائی زندگی سے ہی طبیعت میں پارسائی اور اتقا تھا
 خوف خدا رکھتے تھے اولاد اور افسران ملک کو خوف الہی سے ڈراتے
 رہتے تھے اور ہر قسم کے لہو و لعب سے قدرتی متنفر تھا حالات و اسباب کے
 لحاظ سے جس کامیابی کے ساتھ سلطنت کی وہ تاریخ ہند میں بے نظیر ہے۔

شہسواری۔ تیراندازی۔ نیزہ بازی۔ نشانہ بازی۔ شکار وغیرہ
غرض کہ تمام فنون حرب میں غایت درجہ کو چست ہوشیار تھے۔
فقیر دوست ریاکاروں کا دشمن علاقے قدروان۔ غرابو ساکین کیلئے
برسر عدالت نقدی اپنے پاس رکھتے تھے اور دیتے تھے
نرمی و عفو کا مادہ حد سے زیادہ تھانگوں نے اکثر اس کو قتل کرنے کے ارادہ
کئے مگر ان کو معاف کیا اور روزیہ مقرر کر دیا سزائے موت کا شاذ ہی،
حکم دیا کرتے تھے۔

اپنے آپ کو رعایہ اور ملک کا محافظ اور سلطنت کا امین سمجھتے تھے۔
ڈاکٹر بریئر اپنے سفر نامہ میں عالمگیر کی مستعدی اور بیدار مغری کا واقعہ لکھتا ہے
ایک امر نے عرض کیا کہ حضور جو کام میں اس قدر مصروف فرماتے ہیں اس سے
اندیشہ ہے کہ مبادا صحت جسمانی بلکہ قولے وماغی کے اعتدال اور طاقت کو کچھ
نقصان پہنچے بادشاہ نے ناصح کی طرف سے منہ پھیر لیا اور دوسرے امرا
کو مخاطب کر کے فرمایا۔

خدا نے مجھے بادشاہ اپنی مخلوق کی خدمت کے لئے مقرر کیا ہے کہ میں رعایا
کی آرام و اسایش کا کافی لحاظ رکھوں اپنی راحت سے زیادہ ان کی راحت کا
خیال کروں نہ کہ فضول صلاح کاروں کی رائے پر کار بند ہوں عوام کے ساتھ
منصفانہ برتاؤ تھا۔ مگر ملکی مخالفوں کے حق میں بہت ہی سخت تھا۔

شہنشاہ محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر



دار الخلافۃ | دار الخلافۃ دہلی بقول ڈاکٹر ہنٹر اپنی عظمت اور شان میں روئے زمین کے دار الخلافۃوں سے عہد عالمگیر میں گئے، سبقت لے گیا تھا۔ کہا جاتا ہے ۲۰ لاکھ کے قریب آبادی ہو گئی تھی۔

وفات | عالمگیر آخر عمر میں دکن کے ملکوں کا انتظام کر رہا تھا بڑھاپے کے سبب سے بیمار ہوا بعمر ۹۱ سال ۱۳ دن بروز جمعہ ۲۰ ذیقعد ۱۱۰۸ھ کو وفات ہوئی دولت آباد کے قریب شیخ برہان الدین اور شاہ زری زرنجش کے مزاروں کے درمیان دفن کئے گئے ۵۰ سال ۲۵۴۲ھ ۲۰ یوم سلطنت کی تاریخ وفات ”وخل الجنتہ“ ہے۔

علماء و شعراء عہد عالمگیری

مفسرین | شیخ غلام نقشبندی لکھنوی متوفی ۱۲۱۸ھ ملا شیخ احمد جیون امپہوی متوفی ۱۲۱۸ھ مولانا نور الدین متوفی ۱۲۵۸ھ مولوی اصغر قنوجی متوفی ۱۲۸۸ھ

محدثین | شیخ نور الحق بن شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۲۸۸ھ حاجی صفت اللہ بنیرہ شیخ اللہ دیہ الرضوی خیر آبادی متوفی ۱۲۵۸ھ

فقہاء | افضل المعال ملا وجیہ الدین بن مفتی شیخ غلامی محدث شہابی گویا موی، تالیق شہزادہ داراشکوہ و صدر صوبہ اودھ و الہ آباد و منصب دارسم ہزاری و مؤلف ربع حصہ فتاویٰ عالمگیر شاہی ۱۱۰۸ھ کو وفات ہوئی۔

غفرلہ اور ملک آباد۔

ملا شیخ نظام برہان پوری ملا لطیف سلطان پوری - ملا عبد الغفور برہان پوری -
قاضی | قاضی عبد الوہاب متوفی ۸۸۵ھ قاضی شیخ الاسلام قاضی صدر الدین

ہرگامی - قاضی محمد حسین جوہوری قاضی شہاب الدین گوپاموسی متوفی ۱۱۳۳ھ
مفتی | حاجی احمد بہاری مفتی عسکر شاہی مفتی عبید اللہ شہابی گوپاموسی متوفی
 ۸۸۵ھ مفتی عیلم اللہ گوپاموسی متوفی ۱۱۰۳ھ

حکما | قاضی محب اللہ بہاری ملا محمود فاروقی جوہوری متوفی ۹۲۲ھ

علما | ملا عبد الرشید ملا زابد کابلی خلیف قاضی محمد اسلم ہرادی شیخ عبد العزیز
 اکبر آبادی ملا عبد اللہ رومی مترجم فتاوی عالمگیری ملا عبد اللہ شیاکوٹی شیخ ،
 عبد الباقی جوہوری شیخ قطب برہان پوری اتالیق شہزادہ محمد اعظم - محمد اکرم
 لاہوری اتالیق شہزادہ محمد کام بخش - قاری حافظ ابراہیم

مورخین | عبد المجید - عاقل خان زازمی - محمد ساقی مستعد خان مرزا محمد کاظم
 متوفی ۱۱۸۵ھ نعمت خان عالی متوفی ۱۱۲۱ھ بختاورد خان متوفی ۱۱۹۵ھ

شعرا | آشتنا ناظم ہروی - بیدل - ماہر اکبر آبادی - افسری اعجاز اکبر آبادی -
 سعید مفتی ابوسعید گوپاموسی متوفی ۱۱۴۳ھ ضمیر - طاہر - خالص - ملا شفیق اعجازی
 اشرف مازندرانی - رازخوانی - ملا طفرے مشہدی - پندت چندر بہان ،
 برہمن اکبر آبادی متوفی ۱۱۳۵ھ مرزا محمد رفیع قزوینی

عہ از مرآۃ العالم و خزانۃ ادویا مرتبہ مفتی انعام اللہ شہابی گوپاموسی متوفی ۱۲۰۵ھ

شهرآوی زیبا لنگایم

فهرست مضامین

صفحه	مضمون	صفحه	مضمون	صفحه
۳۲	لطائف	۱۵	۱	مقدمه
۳۳	نتایج افکار	۱۶	۹	نام و حالات نهالی
۳۴	قدر و منزلت	۱۷	۱۰	پیدایش و تعلیم و تربیت
"	عقاب شاهي	۱۸	۱۳	خوشنویسی
۳۵	عفو قصور و شادی	۱۹	"	سوانحات سیاسی زندگی
۳۶	سیرت	۲۰	۱۷	شاعرانه شوق
۳۷	حلیه - لباس - زیور	۲۱	"	علی ذوق
"	نفاست پسندی	۲۲	۱۸	فصیلت علمی
"	صرف اوقات	۲۳	۲۰	علی دربار
۳۸	سخاوت و بهر روی	۲۴	۲۱	کتاب خانه
"	وفات	۲۵	۲۲	محکمه تصنیف و تالیف
۴۰	ایجادات	۲۶	۲۳	تصنیف خاص
"	عمارت	۲۷	۲۵	مرتفع
۴۱	تصویر زیبا لنگایم	۲۸	۳۱	شعر کی قدر دانی

شاہنشاہ ابوالمظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۵۸	معائنہ فوج	۶۲	تسلیم	۱
"	جنگ پیلان	۶۳	عہد شکنی اور گئی	۲
"	دیوان عام	۶۴	سوانحیات	۳
۵۹	دیوان خاص	۶۷	اصلاحات ملکی	۴
"	حرام خسروانہ	۵۰	معافی	۵
۶۱	نماز ظہر	"	وسعت سلطنت	۶
"	کسب معاش	۵۱	تعلیم عام	۷
۶۲	غسل خانہ و خواب گاہ	"	صنعت و حرفت	۸
۶۳	تالیف فتاویٰ عالمگیری	۵۲	معافی محصول و پائیش	۹
۶۵	موزوں طبع	"	ٹیکس و مذہبی رواداری	۱۰
۶۶	سیرت	۵۳	بے نقصبی	۱۱
۶۷	تصویر اورنگ زیب عالمگیر	۵۴	صرف اوقات (صبح)	۱۲
۶۹	وفات	۵۵	خلوت گاہ (عبدل)	۱۳
۶۹	علماء و شعراء عہد عالمگیری	۵۷	جہر و کہ درشن	۱۴

۱۵۴۵۳۲۲۹
۱۵۴۵۳۲۲۹
DUE DATE
(شش سرهم سوز)

9 hrs 10 min

(رکش معلوم سی ز)

DUE DATE

[illegible]

923515P			
م. ٢٤٠٨			
Date	No.	Date	No.